E:\Naqueeb\Naqueeb Final Copies From 25 septmeber to 25 December2017\20.11.2017 Naqueeb.inp 07/04/39 12:09 & PAGE 1 (1,1)

:\Users\Rashid\Desktop\3
copy.jpg not found.

ہفتہ وار

نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ حضرت مولانا محمد اسلم قاسمیؒ
■ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں
■ رپورٹ نظامت امارت شرعیہ
■ اخبار جہاں
■ ہفتہ رفتہ طب وصحت
■ ملی سرگرمیاں

جلد نمبر 55/65 شمارہ نمبر 45 مورخہ ۳۰ ر صفر المظفر ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۰ ر نومبر ۲۰۱۷ء روز سوموار

اللہ ہی اللہ

ہر آدمی جو ترقی کی منزلیں طے کرتا ہے، اس کا سارا کریڈٹ اپنی ذات کو دیتا ہے، میں نے یہ کردیا، میں نے وہ کردیا، وہ اگر صحت مند ہے تو سوچتا ہے کہ یہ صحت مندی ہمارے حفظان صحت کے اصولوں پر عمل کرنے کا نتیجہ ہے، وہ اگر مالدار ہے تو اپنی محنت کو اس کا سبب قرار دیتا ہے، وہ اگر بڑا عالم اور دانشور ہے تو اس کی وجہ اپنی مسلسل محنت اور جد وجہد کو سمجھتا ہے، فصل اچھی لگ گئی تو اس کا سبب سینچائی اور دوسرے اسباب کو قرار دیتا ہے، اسباب پر اس دنیا کا نظام قائم ہے، اس اعتبار سے یہ کہنا بہت غلط بھی نہیں ہے، لیکن اس سوچ کی خرابی یہ ہے کہ نظر سبب پر رہتی ہے اور مسبب الاسباب کی طرف ذہن منتقل نہیں ہوتا، حالاں کہ ساری قوت وطاقت، داد ودہش کا سرچشمہ اللہ رب العزت کی ذات ہے، اس کی مرضی کے بغیر پتہ نہیں ہلتا اور اس کی مشیت کے بغیر کچھ بھی نہیں ہوسکتا، صحت عظیم نعمت ہے، لیکن اس صحت کی بقا کے سامان کس نے کیے، زندگی کے باقی رکھنے کے جو لوازمات ہیں، ان میں سے کوئی ہماری دسترس میں نہیں، ہم تو اپنے عمل سے ان لوازمات کو برباد کرنے کا کام کرتے ہیں، یہ تو اللہ رب العزت کی ذات ہے، جو ہمارے لیے پانی فراہم کرتا ہے، سانس لینے کے لئے آکسیجن دیتا ہے اور ہم زندگی کے ڈور کو بچائے رکھنے کا کام ان چیزوں کو استعمال کرکے کرتے ہیں، اعتدال اور توازن کا جو نظام اللہ نے دیا ہے، اگر وہ سکنڈوں کے لیے غیر متوازن ہوجائے تو سب کچھ ختم ہوکر رہ جائے گا۔

ایسے بہت سے انسانوں نے قبرستان کو آباد کر رکھا ہے جو حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق زندگی گذارنے کے باوجود جنہیں ٹی بی، کینسر، برن ٹیومر اور سوائن فلو ہوگیا اور وہ جالیے۔ ذرا سوچیے جس فصل کو آپ اپنی محنت کا ثمرہ کہتے ہیں، اس کے دانے آپ نے زمین میں بوئے، زمین میں نمی ہوتی ہے، اس نمی سے بیج سڑ بھی تو سکتا تھا، اللہ نے اس میں سے پودے نکال دیے، اس بیج کو پرندے چگ کر ختم کرسکتے تھے، اس کی حفاظت آپ کے بس کی نہیں تھی، لیکن اللہ نے اسے بچالیا، ایک دانہ پودہ بنا، اس میں بالیاں لگیں اور ایک ایک بالی میں سوسو دانے لگے، ان دانوں کو پودوں میں لگانے کے لیے آپ نے کیا کیا، شاید کچھ نہیں، سورج کی تمازت نے پودوں کو ہرا رکھا، بالیاں بڑی ہوئیں تو انہیں پکے دانے میں تبدیل کردیا، آپ نے بیج بونے، پانی پٹانے وغیرہ کے علاوہ کچھ بھی نہیں کیا، پھر بھی آپ کو احساس ہے کہ یہ سب میں نے کردیا، اللہ رب العزت فرماتے ہیں، کھیتیاں تم کرتے ہو یا میں کرتا ہوں، اگر میں چاہتا تو سب ڈنٹھل ہوجاتے اور ان میں دانے نہیں لگتے، اسی طرح آپ بڑے عالم اور دانشور ہیں تو اس میں آپ کا کمال نہیں ہے، یہ تو اللہ کا فضل ہے کہ اس نے آپ کو علم وفکر کی دولت سے نوازا ہے، اس کا فضل نہ ہو تو معلم الملکوت راندۂ درگاہ ہوجاتا ہے، اس کا علم اور اس کی عبادت اسے بچا نہیں پاتی ہے، آپ کے بچے مطیع وفرماں بردار ہیں، آپ کا خیال رکھتے ہیں، آنکھوں کا نور اور دل کا سرور ہیں، تو آپ سارا کریڈٹ اپنی تربیت اور توجہ کو دیتے ہیں اور سوچتے ہیں یہ سب ہماری تربیت کا اثر ہے، اور اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ نوح علیہ السلام کا لڑکا کنعان اللہ رسول کا نافرمان تھا، باپ کی تحریک سے دور تھا، حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی حرم نبوی میں رہ کر بھی اللہ کے دین کی مخالف تھی، خائن تھی، کنعان کو حضرت نوح کی تربیت نہیں بچاسکی، اور لوط علیہ السلام اپنی بیوی کو داخل جہنم ہونے سے نہیں روک سکے، ان دونوں کو کسی چیز نے بھی اللہ کی پکڑ سے نہیں روکا اور وہ دونوں واصل جہنم ہوئے۔

اگر آپ کسی حادثہ میں بال بال بچ گئے تو آپ اس کی وجہ بھی ''ایں وآں'' کو سمجھتے ہیں، حالاں کہ وہ اللہ کی جانب سے مقرر فرشتے تھے، جنہوں نے حادثہ سے آپ کو بچالیا، گرتے گرتے سنبھال لیا اور آپ کی زندگی کی ڈور ٹوٹنے سے بچ گئی، ورنہ آدمی تو شیشہ پلائی ہوئی دیوار میں بھی محفوظ نہیں ہے، بلیٹ پروف جیکٹ کے بٹن کھل جاتے ہیں، اور گولی ٹھیک اسی جگہ پر جاکر لگتی ہے اور کام تمام کردیتی ہے، اللہ کی مرضی ہوتی ہے تو حفاظتی دستوں کے آہنی حصار میں سے ایک محافظ ہی نکل کر گولی ماردیتا ہے، اور لوگ دیکھتے رہ جاتے ہیں، اسباب دھرے رہ جاتے ہیں، اور مسبب الاسباب کا فرمان کام کر جاتا ہے۔ (بقیہ صفحہ ۱۱ ر پر)

اظہار رائے

اپنی باتیں دوسروں تک پہونچانے کے جو طریقے ہمیں دیے گیے ہیں، ان میں گفتگو، تقریر، لکچر، ڈائیلاگ، بحث ومباحثہ کو خاص اہمیت حاصل ہے، ہم اپنی باتیں تحریر کے ذریعہ بھی دوسروں تک پہونچاتے ہیں، اور حرکات وسکنات کے ذریعہ بھی، جسے اشاروں کی زبان کہتے ہیں؛ گویا یہ سب چیزیں اظہار کا وسیلہ ہیں، اظہار کے یہ وسیلے اتنے اہم ہیں کہ اسی کے ذریعہ ہمیں سامنے والے کے عیب وہنر کا ادراک ہوتا ہے۔ اسی لیے ٹھوس، مدلل، معقول اور مؤثر گفتگو کی قدر ہر دور میں کی جاتی رہی ہے اور اس کے اثرات قوموں کی تقدیر بدلنے، حکومتوں کے عروج وزوال، سیاسی اتار چڑھاؤ پر لازماً پڑتے رہے ہیں۔

اسلام نے اس بات پر زور دیا ہے کہ رائے کے اظہار میں انصاف سے کام لیا جائے، معاملہ اپنا ہو یا والدین کا، اقربا کا ہو یا رشتہ دار کا امیر کا ہو یا محتاج کا، ہر حال میں انصاف ملحوظ رکھا جائے، اور کسی قوم کی دشمنی تم کو انصاف کے راستے سے نہ ہٹائے، آج صورت حال یہ ہے کہ ہماری کسی سے دشمنی ہوتی ہے تو سارے حدود پار کر جاتے ہیں اور اگر دوستی ہوتی ہے تو زمین وآسمان کے قلابے ملادیتے ہیں، کل تک جو لعن طعن کر رہا تھا، آج پارٹی میں شامل ہوگیا تو پارٹی سپریمو کو ڈنڈوت بھی کر رہا ہے اور قصیدہ پر قصیدہ کہے جا رہا ہے، شیخ سعدی کا مشہور قول ہے کہ دشمنی میں بھی اس کا خیال رکھو کہ اگر کبھی دوستی ہوجائے تو شرمندہ نہ ہونا پڑے۔ اس بے اعتدالی نے ہر ایک کے بیان کو بے وقعت کر کے رکھ دیا ہے۔

بیان کے بعد دوسرا مرحلہ عمل کا ہے، بغیر عمل کے صرف بیان کو ''بیان بازی'' کہتے ہیں، بیان میں جان اس وقت پڑتی ہے، جب اس کے پیچھے عمل کی قوت ہو، عمل نہ ہو صرف قول ہی قول ہو، بیان ہی بیان ہو تو یہ انتہائی مذموم کام ہے، عمل ہے؛ لیکن قول کے برعکس ہے تو یہ قول وعمل کا تضاد ہے۔

قول وعمل کے اسی تضاد کی وجہ سے سرکار کی طرف سے اعلان پر اعلان ہوتا رہتا ہے اور لوگ اسے قابل اعتنا نہیں سمجھتے، اگر ہم کم بولیں اور کام زیادہ کریں تو عوام کا بھی بھلا ہوگا اور لوگوں کا اعتماد بھی بحال ہوگا؛ لیکن بدقسمتی سے ایسا نہیں ہو پا رہا ہے، اس معاملہ میں سب سے زیادہ ہمارے سیاسی رہنما آگے ہیں۔ کتنے اعلانات دسیوں سال سے حکومتیں کرتی رہی ہیں اور ان پر عمل کے اعتبار سے آج بھی پہلا دن ہے، اس طرز عمل سے سیاسی لوگوں کی قدر وقیمت میں گراوٹ کا رجحان بڑھا ہے، پہلے راج نیتی ہوتی تھی، اب راج ہی راج ہے، نیتی کا پتہ نہیں، نظریات، پالیسیاں بھی سیاست میں ہوا کرتی تھیں، لیکن اب یہ قصہ پارینہ اور ماضی کی داستان ہے، کل تک سیکولرزم کا نعرہ لگانے والا، کب عہدہ اور ٹکٹ نہ ملنے کی وجہ سے فرقہ پرستی کی گود میں جا بیٹھے گا، کہا نہیں جاسکتا، اور پھر اس کی زبان سے کیا کچھ نکلنے لگے گا اور کس کس کی پگڑی اچھالی جائے گی کہنا، مشکل ہے۔ یہ صرف خیال نہیں ہے، اپنے ذہن پر تھوڑا زور دیں تو کئی نام آپ کے ذہن میں گردش کرنے لگیں گے۔

پہلے پہاڑ ہی آتش فشاں ہوتے تھے، اب ہماری زبان بھی آتش فشاں ہوگئی ہے، ہمیں ان سے ہر حال میں ہوشیار رہنا ہوگا، بولتے وقت بھی اور سنتے وقت بھی، بولتے وقت الفاظ تول کر بولنا ہوگا؛ کیونکہ اللہ نے ہمارے بول پر پہرے بٹھا رکھے ہیں اور سنتے وقت اس کے ردعمل سے بچنا ہوگا؛ تاکہ ہماری زبان آلودہ نہ ہو، یاد رکھئے سخت، گندے اور بھدے الفاظ سے قومی معاملات حل نہیں ہوتے اور سماج کا بھی بھلا نہیں ہوتا، مولانا ابوالکلام آزاد کے لفظوں میں، ''زبان حد درجہ محتاط ہونی چاہیے، کچھ اس طرح کے وقار وتمکنت اور سنجیدگی ومتانت آگے بڑھ کر ان کی بلائیں لینے لگے''۔

اس لئے ہمیں کوئی بھی بیان دینے سے پہلے سوچنا چاہیے کہ وہ کسی کی دل آزاری کا سبب نہ بنے، گفتگو کرتے وقت حفظ مراتب، سامع کا پاس ولحاظ اور مقصد کا خیال رکھا جائے، فضول کی بحثوں، الزام تراشی، ذاتی رکیک حملے اور لعنت وملامت کرنے سے بھی گریز کرنا چاہیے، اظہارِ اختلاف میں شائستگی اور نرمی کا رویہ اختیار کیا جائے۔

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

رضائے الٰہی

''تعریف سے خوش فہمی اور مخالفت سے شکست حوصلگی میں مبتلا نہ ہوں، یہ دونوں چیزیں ''منزل'' سے دور کرنے والی ہیں، خادم دین کی نگاہ اللہ کی رضا پر رہنی چاہیے، تعریف اور مخالفت دونوں وقتی چیزیں ہیں، ان سے پہلو بچا کر نکل جانا ہی زیادہ بہتر ہے، جب رضائے الٰہی پیش نظر ہو تو تعریف اپنا مزہ اور مخالفت اپنا اثر کھودیتی ہے، دین وملت کی خدمت کی راہ میں تفویض وتوکل کو اپنا سرمایہ بنائیں، جب اللہ پر مکمل بھروسہ ہو، مصائب میں بھی دل پریشان اور ہمت پست نہیں ہوتی۔''

(مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم)

بین السطور

بلا تبصرہ

''ریاستی حکومتوں کی تشکیل عوام کی خدمت اور تحفظ کے لیے کی جاتی ہے، اور مرکزی سرکار کی تشکیل سرحدوں کی حفاظت اور ریاستی حکومتوں کی ہر ممکن مدد کرنے کے لیے ہوتی ہے، لیکن حکمرانی کی ذہنیت، جسمانی آرام وسہولت اور معاشی سُکھ ومسرت کے حصول کی خواہش کی وجہ سے زیادہ تر حکومتیں اپنی ذمہ داریاں ادا نہیں کرتیں، رہی سہی کسر بھائی، بھتیجہ واد اور ذات برادری والی ذہنیت پورا کر دیتی ہے، نتیجہ یہ ہے کہ دن بدن مسائل کا انبار لگتا جا رہا ہے۔''

(شیام سندر مشر: آج ۱۵/۱۱/۲۰۱۷)

اللہ کی باتیں ---- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

خیانت اور بددیانتی سے بچئے!

﴿اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے حق دار کے سپرد کرو اور جب تم لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کرنے لگو تو انصاف کے ساتھ کرو، بے شک اللہ تعالیٰ تم کو اچھی ہی نصیحت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ ہر بات کو سننے والا اور ہر چیز کو دیکھنے والا ہے﴾ (سورۂ نساء: ۵۸)

مطلب: قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے امانتوں کی حفاظت کی بار بار تاکید فرمائی، جمہور مفسرین نے لکھا ہے کہ ہر وہ چیز جس میں انسان پر اعتماد کیا جاتا ہے، چاہے اس کا تعلق دین سے ہو یا دنیا سے، وہ شرعا پوری کی پوری امانت ہے، جس کا جو حق ہے، اس کو پورا پورا ادا کیا جائے، اس میں کچھ بھی کمی بیشی نہ کی جائے؛ کیوں کہ امانت داری اور دیانت داری سے انسانی معاشرے میں خیر سگالی کی فضا قائم ہوتی ہے اور خیانت و بددیانتی سے فتنہ وفساد کا ماحول بنتا ہے، امام اوزاعیؒ کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کو شر میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں تو اس کے مختلف طبقوں اور افراد میں لڑائی، جھگڑا شروع ہوجاتا ہے، ان سے امانت ودیانت ختم ہوجاتی ہے اور تباہی کے دروازے کھل جاتے ہیں؛ اس لیے انسانوں کے درمیان خوشگوار تعلقات کو برقرار رکھنے اور امور معاشرت کو درست رکھنے کے لیے امانت کی حفاظت اور دیانت کی پاسداری بے حد ضروری ہے، اس کے بغیر نہ تو کوئی قوم ترقی کرسکتی ہے اور نہ ہی کوئی انسانی سماج پھل پھول سکتا ہے، معاشرہ انسانی میں امن وسلامتی اور حیات انسانی کی نشو ونما کے لیے جس طرح امانت ودیانت ضروری ہے، اسی طرح آپس کے معاملات میں صفائی وستھرائی بھی ضروری ہے، اسلام کی رو سے سچ کو چھپانا یا سچ میں جھوٹ کی آمیزش کرنا نفاق ہے اور منافق قوم وملک کا ہی دشمن نہیں؛ بلکہ عام انسانیت کا بھی دشمن ہوتا ہے، اس لیے ایک حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ چار چیزیں ایسی ہیں کہ جب وہ تمہیں حاصل ہوجائیں تو دنیا کی اور کوئی چیز تمہیں حاصل نہ ہو تو کوئی افسوس کی بات نہیں، امانت کی حفاظت، بات کی سچائی، حسن اخلاق اور لقمہ حلال، گویا چار چیزیں انسانی زندگی کی ترقی کی شاہ کلید ہیں، اسی طرح قرآن پاک میں فرمایا گیا کہ جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو حق وانصاف کے مطابق کرو، تاکہ کسی کی حق تلفی نہ ہو اور حق والے کا حق دو، اسلام معاشرہ اور سماج میں عادلانہ نظام کو جاری ونافذ کرنا چاہتا ہے؛ تاکہ مظلوم کو اس کا پورا حق مل سکے، ورنہ قیامت کے دن رسوائی ہوگی، ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے پوچھا کہ کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم تو مفلس اس کو سمجھتے ہیں جس کے پاس نہ کوئی نقد ہو، نہ ضروریات کا سامان، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اصلی اور حقیقی مفلس میری امت میں وہ شخص ہے جو قیامت میں بہت سے نیک اعمال لے کر آئے گا، مگر اس کا حال یہ ہوگا کہ اس نے دنیا میں کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال ناجائز طریقے پر لیا ہوگا، کسی کو قتل کیا ہوگا، کسی کو مار پیٹ سے ستایا ہوگا تو یہ سب مظلوم اللہ کے سامنے اپنے مظالم کا مطالبہ کریں گے اور اس کے حسنات ان میں تقسیم کردی جائیں گی، پھر جب حسنات ختم ہوجائیں گے اور مظلوموں کے حقوق بھی باقی ہوں گے تو مظلوموں کے گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے اور اس کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا، معلوم ہوا کہ مظلوم کو اللہ کے یہاں ظالم سے بدلہ دلوایا جائے گا؛ اس لیے ہر مومن بندہ کو مظلوم کی آہ وبکا سے ڈرنا چاہیے اور قیامت کے دن کی ندامت سے بچنے کے لیے اس کا حق اسی دنیا میں ادا کردینا چاہیے۔

حسن اخلاق سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں!

{حضرت ابوذر فرماتے ہیں کہ میں نے محسن انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے کچھ کلمات نصیحت فرمایئے؟ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس عیب کو تو اپنے اندر پاتا ہے اور تجھے اس کا علم ہے تو تجھے اپنے نفس کے عیب کا علم ہونا دوسروں کے عیوب بیان کرنے سے روک دے اور فرمایا کہ جو کام خود کرتے ہو، اس کام کے دوسروں کے کرنے پر اظہار ناراضگی نہ کرو اور تیرے عیب کے لیے یہی بات کافی ہے کہ تو اپنے نفس کے عیب سے ناواقف ہو اور لوگوں کے عیب سے واقف ہو اور خود کرے تو تجھے اپنے اوپر غصہ نہ آئے اور لوگ کریں تو تجھے اس پر غصہ آئے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر مارا اور فرمایا کہ تدبیر سے بڑھ کر کوئی پرہیز گاری نہیں اور حسن اخلاق سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں} (کنز العمال: ۳/ ۹۸۹)

وضاحت: اس حدیث پاک میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو یہ تعلیم دی کہ پہلے ہر انسان کو اپنے اندر کی کمزوری وکوتاہی کو دور کرنا چاہیے، پھر دوسروں کو اس کی نصیحت کرنی چاہیے، اگر ہر انسان اپنے دامن پر لگے داغ دھبے کو مٹائے، پھر دوسروں کو اس کی تلقین کرے تو اس کی باتوں میں وزن پیدا ہوگا اور اگر وہ انسان خود گناہوں کے دلدل میں پھنسا ہوا ہو اور دوسروں کو نصیحت کرتا پھرے تو اس کی باتیں بے سود ہوگی، کیوں کہ سننے والے کہیں گے کہ خود تو اس مرض میں مبتلا ہے اور ہمیں اس سے بچنے کی تلقین کرتا ہے، اس لیے کہا جاتا ہے کہ دنیا کا سب سے آسان کام دوسروں کو نصیحت کرنا ہے اور سب سے مشکل کام نصیحت کو قبول کرنا ہے، آج ہماری باتیں بے اثر کیوں ہورہی ہے، وجہ اس کی یہی ہے کہ ہمارے قول وفعل میں بڑا تضاد پایا جاتا ہے، اس لیے سب سے پہلے اپنے دل کے چور کو پکڑیں اور اپنے اندر کی کمزوری اور کوتاہی کو دور کریں تاکہ ہمارا کردار وعمل ہمارے قول وفعل کا آئینہ دار ہو؛ کیوں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ لوگوں کے عیوب کے بارے میں ہم سے باز پرس نہیں کریں گے، بلکہ ہم سے ہمارے عیوب کے بارے میں سوال کریں گے اور ہم اللہ کے یہاں جوابدہ ہوں گے۔ ہاں اگر سماج سے کسی سماجی برائیوں کو ختم کرنے کی کوشش چل رہی ہو تو پہلے خود اس برائی کو اپنے اندر سے ختم کریں، پھر لوگوں کو سمجھانے کے لیے اچھے انداز بیان اور اسلوب کو اختیار کریں، اس میں کسی خاص آدمی کو نشانہ نہ بنائیں اور نہ ہی صرف اس کو مخاطب کریں۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

اذان کا جواب کیا عورتیں بھی دیں گی:

اذان کے جواب کی شرعی حیثیت کیا ہے، صرف مردوں کے ذمہ ہی اذان کا جواب دینا ہے، یا عورتوں پر بھی ہے، اذان کے جواب میں کیا کہا جائے گا اور اس کی فضیلت کیا ہے، حدیث کے حوالہ سے جواب دیں؟

الجواب ———— وباللّٰہ التوفیق

زبان سے اذان کا جواب دینا ہر مرد اور عورت پر جبکہ وہ حیض ونفاس سے پاک ہو، مستحب ہے۔ **إن الإجابة باللسان مستحبة.** (ردالمحتار: ۱/۲۶۷) **ويجيب ... (من سمع الأذان) لو جنبا لا حائضا ونفساء.** (الدر المختار على هامش ردالمحتار: ۱/۲۶۵، باب الأذان)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم اذان سنو تو جو موذن کہے، وہی تم بھی کہو، یعنی اللہ اکبر اللہ اکبر کے جواب میں اللہ اکبر اللہ اکبر، اشہدان لا الہ الا اللہ کے جواب میں اشہدان لا الہ الا اللہ، اشہدان محمدا رسول اللہ کے جواب میں اشہدان محمدا رسول اللہ، البتہ حی علی الصلوٰۃ کے جواب میں لاحول ولاقوۃ الا باللہ، اسی طرح حی علی الفلاح کے جواب میں لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہو، پھر جب وہ اللہ اکبر اللہ اکبر کہے تو تم اللہ اکبر اللہ اکبر کہو اور جب لا الہ الا اللہ کہے تو تم لا الہ الا اللہ کہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے صدق دل سے ان کلمات کو کہا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (صحیح مسلم: ۱/۱۶۷، باب فضل الاذان)

اذان کے بعد کی مسنون دعا:

اذان کے بعد مسنون دعا کون سی ہے، اس کی فضیلت کیا ہے، یہ دعا بھی صرف مردوں کو ہی پڑھنا چاہیے، یا عورتوں کو بھی، بہت سارے لوگ "**والدرجة الرفيعة وارزقنا شفاعته يوم القيامة إنك لا تخلف الميعاد يا أرحم الراحمين**" کا اضافہ کرتے ہیں، اس کی شرعی حیثیت کیا ہے، پڑھنا چاہیے، یا نہیں؟

الجواب ———— وباللّٰہ التوفیق

حدیث کی مستند ومعتبر کتابوں میں اذان کے بعد کی جو دعا منقول ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں: **اللّٰهم رب هذه الدعوة التامة والصلوٰة القائمة اٰت محمدن الوسيلة والفضيلة وابعثه مقاما محمودا الذى وعدته.** (صحيح البخارى: ۱/۸۶، باب الدعاء عند النداء)

علامہ بیہقی نے الذی وعدتہ کے بعد **إنك لا تخلف الميعاد** کا اضافہ کیا ہے، اس کے علاوہ الفاظ کا ثبوت حدیث کی کتابوں میں نہیں ہے۔ **قال ابن الحجر فى شرح المنهاج: وزيادة والدرجة الرفيعة وختمه بـ "يا أرحم الراحمين" لا أصل لهما.** (ردالمحتار: ۱/۲۶۷)

لہذا صورت مسئولہ میں بہتر یہی ہے کہ جن الفاظ کے ساتھ دعا حدیث سے ثابت ہے، اسی کو پڑھا جائے جو الفاظ ثابت نہیں ہیں، ان کو نہ پڑھا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اذان کے بعد (مذکورہ) دعا پڑھی، وہ میری شفاعت کا حقدار ہوگیا، **حلت له شفاعتى.** (صحیح البخاری: ۱/۸۶) اور ظاہر ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے محتاج جس طرح مرد حضرات ہیں، اسی طرح خواتین بھی ہیں، نیز جب اذان کا جواب دینا عورتوں کے لیے بھی مستحب ہے تو اذان کے بعد کی دعا کا پڑھنا بھی ان کے لیے مستحب ہوگا، لہذا عورتوں کو بھی چاہیے کہ اذان کا جواب دینے کے بعد درود شریف پڑھیں، پھر اذان کے بعد کی مذکورہ دعا پڑھیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بیک وقت متعدد اذان ہو تو کس کا جواب دے:

بیک وقت متعدد مسجدوں سے اذان کی آواز آئے تو کیا سب کا جواب دینا ہوگا یا کسی ایک کا جواب دے دینا کافی ہوگا؟

الجواب ———— وباللّٰہ التوفیق

اگر متعدد مسجدوں میں یکے بعد دیگرے اذان ہورہی ہو اور سب کا جواب دینے میں کوئی تکلف نہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ سبھی اذانوں کا جواب دے، ورنہ جو اذان پہلے ہو، اس کا جواب دیدے، خواہ وہ قریب کی مسجد کی اذان ہو یا دور کی مسجد کی اور اگر کئی مسجدوں میں بیک وقت اذان ہورہی ہو تو قریب کی مسجد کی نیت سے اذان کا جواب دے۔ **والذى ينبغى إجابة الأول سواء كان مؤذن مسجده أو غيره فإن سمعهم معا أجاب معتبرا كون إجابته لمؤذن مسجده.** (ردالمحتار، باب الأذان، قبيل باب شروط الصلوٰة: ۱/۲۶۸)

دوران تلاوت اگر اذان ہو تو کیا کرے:

تلاوت قرآن کے دوران اگر اذان شروع ہوجائے تو کیا تلاوت موقوف کرکے اذان کا جواب دے یا تلاوت جاری رکھے، افضل وبہتر کیا ہے؟ کیا مسجد میں تلاوت کرنے یا گھر میں تلاوت کرنے میں کوئی فرق ہے؟

الجواب ———— وباللّٰہ التوفیق

اذان کا جواب دینا مستحب ہے، اگر کوئی شخص جواب دے گا تو ثواب پائے گا، ورنہ کوئی گناہ نہ ہوگا، قرآن کریم کی تلاوت خواہ مسجد میں ہو یا مسجد کے باہر، اگر دوران تلاوت اذان شروع ہوجائے تو بہتر یہ ہے کہ تلاوت روک کر پہلے اذان کا جواب دے، پھر تلاوت شروع کرے؛ کیوں کہ تلاوت بھی بھی کرسکتے ہیں؛ لیکن اذان کا جواب ہمہ وقت نہیں دے سکتے۔ **(وإذا سمع المسنون منه) أى الأذان... (أمسك) عن التلاوة ليجيب المؤذن ولو فى المسجد وهو أفضل.** (مراقى الفلاح على هامش الطحطاوى: ۱۰۹) **فقط والله تعالىٰ أعلم**

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب پھلواری شریف پٹنہ

پھلواری شریف

مورخہ ۳۰/صفرالمظفر ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۰/نومبر ۲۰۱۷ء روز سوموار

میدان کار

گھبرایئے نہیں، بات میدان کار کی ہے، میدان کارزار کی نہیں، اس وقت ہندوستان کے جو حالات ہیں، وہ ہر کسی پر آشکار ہیں، ہمارے بیش تر جلسوں، سمیناروں اور سمپوزیم میں مرض کی تشخیص پر تقریریں ہوتی ہیں، سرکاری نیم سرکاری اور غیر سرکاری ایجنسیوں کی تحقیق کا مرکز ومحور بھی مسلم سماج میں پائے جانے والے امراض ہیں، ان امراض کو دور کرنے کے لیے کیا کچھ کرنا چاہیے، اس پر یا تو گفتگو نہیں ہوتی ہے، یا ہوتی ہے تو کم ہوتی ہے، تجویزیں بھی ایسی لائی جاتی ہیں، جس میں حکمت ودانائی کے ساتھ عملی اور غیر عملی کی تفریق پائی نہیں جاتی، ممکن ہے تجویز کے الفاظ بڑے اچھے ہوں، لیکن ہندوستان کے موجودہ حالات میں اس کا نفاذ کس طرح ہوسکتا ہے؟ یہ ملحوظ نہیں رہتا، ایسے میں ضروت ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کے لیے ان میدان کار کی نشان دہی کی جائے، جو آج کے دور میں قابل عمل بھی ہیں، اور مؤثر بھی۔

اس وقت ہندوستانی مسلمانوں کو جن حالات کا سامنا ہے وہ بڑی حد تک مکی دور سے قریب تر ہیں، جہاں غلبہ کفر کا تھا اور حق وصداقت کی آواز نامانوس تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا میں خلوت گزیں رہا کرتے تھے، ایسے میں اللہ کے فرستادہ حضرت جبرئیل تشریف لائے، سورۃ اقراء کی ابتدائی آیتیں پڑھائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھ تو لیا؛ لیکن وحی الٰہی کے نزول کے بوجھ سے آپ دب سے گیے، گھر تشریف لائے، حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ سے غار حرا کا واقعہ اور اپنی کیفیت بتائی، حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی کے کلمات کہے اور فرمایا کہ گھبرایئے نہیں، اللہ آپ کو ضائع نہیں کرے گا، کیوں کہ آپ مصیبت میں لوگوں کے کام آتے ہیں، دردمندوں سے محبت رکھتے ہیں، بیواؤں اور یتیموں کی مدد کرتے ہیں، بے کسوں اور مظلوموں کی خبر گیری کرتے ہیں، مہمانوں کی خاطر مدارات کرتے ہیں، ہمیشہ سچ بولتے ہیں، ان جملوں کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خدیجہؓ نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جو خوبیاں بیان کی ہیں، ان سب کا تعلق حقوق العباد سے ہے، اور آخری جملہ آپ کی صداقت کی گواہی ہے، اس لیے معلوم ہوتا ہے کہ بندوں کے حقوق کی ادائیگی وہ صفت ہے جو کسی بھی انسان کو ضائع ہونے سے بچاتی ہے، آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسری حدیث میں اچھے انسان کی صفت یہی بیان کی ہے کہ وہ لوگوں کے لئے نفع بخش ہو، ظاہر ہے یہ سارا سلوک حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے ساتھ کرتے تھے، جو مسلمان نہیں تھے، سب کفر کی آغوش میں تھے اور لات وعزیٰ کی پرستش کرتے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل ان کے ساتھ ایمانی بنیاد پر نہیں، انسانی بنیادوں پر تھا، اعلان نبوت کے بعد بھی آپ نے اس کام کو جاری رکھا، بڑھیا کے سامان کو اٹھا کر منزل مقصود تک پہونچا دینا، کانٹے بچھانے والی عورت کی عیادت، فدیہ لیکر قیدیوں کی رہائی اور فتح مکہ کے بعد عام معافی کا اعلان سب کے پیچھے وہی انسانیت کارفرما تھی، اس لیے ضروری ہے کہ مسلمان اس اسوہ کی روشنی میں اپنے غیر مسلم بھائیوں سے جو امت دعوت ہیں، انسانی بنیادوں پر راہ ورسم مضبوط کریں ان کی خوشی وغمی میں انسانی بنیادوں پر شریک ہوا کریں، سوائے ان امور کے جو ان کے مذہبی اقدار پر مبنی ہیں، عیادت، تعزیت، مہمانوں کا اکرام، شادی بیاہ کے موقع سے مبارک بادی، ضعیفوں کی خدمت، بے کسوں کی مدد ان امور میں کہیں بھی اسلام نے مسلم اور غیر مسلم کی تفریق نہیں کی ہے، اس لیے اسے برتنا چاہیے، امیر شریعت حضرت مولانا سید نظام الدین صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ تعلیم سے دماغ پر قبضہ ہوتا ہے اور خدمت سے دل پر، امتِ دعوت کے اگر دل پر قبضہ کرنا ہے تو انسانی بنیادوں پر اسلامی تعلیمات کو نہ صرف عام کرنا ہوگا، بلکہ عمل کرکے دکھانا بھی ہوگا۔

وحی کے نزول سے اعلان نبوت ہوا اور اس کے لیے جو جملہ پہلا نازل ہوا، اس کا تعلق پڑھنے سے ہے، قلم سے ہے، اس لیے حالات بدلنے کے لیے دوسرا کام علم کے میدان میں آگے بڑھنا ہے، بنیادی دینی تعلیم مضبوط دی جائے، ایمان ویقین دل ودماغ میں راسخ کردیا جائے، اور پھر دوسرے علوم بھی پڑھائے جائیں تو حرج نہیں، ایک طبقہ تفقہ فی الدین کے لیے مخصوص ہو، جو علوم دینیہ قرآن وحدیث، فقہ وغیرہ کے میدان میں مسلمانوں کی ضرورت پوری کرے اور دوسرا طبقہ عصری علوم میں مہارت پیدا کرکے دنیاوی ضرورتوں کی تکمیل کا سامان کرے، مسلمان ڈاکٹر، مسلمان انجینئر، مسلمان سیاست داں، مسلم وکلاء اور مسلم دانشور بھی ہماری سماجی اور سیاسی ضرورت ہیں، دین وایمان کی بقا کے ساتھ ان علوم کی بھی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے اور مسلم بچوں کے لیے اس کے لئے وسائل پیدا کرنے چاہیے، تاکہ وہ اس میدان میں زیادہ سے زیادہ آگے بڑھ سکیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی تحمل اور برداشت سے عبارت ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ حالات کو درست کرنے کے لئے بڑی حد تک تحمل اور برداشت کی بھی ضرورت ہے، اسی تحمل اور برداشت کی وجہ سے حضرت حمزہؓ ایمان لائے تھے، تحمل وبرداشت کا قرآنی نام صبر ہے اور اللہ نے اعلان کیا ہے کہ وہ صبر والوں کے ساتھ ہے، معاملہ داخلی ہو یا خارجی، اللہ کا ڈر اور صبر مؤمن کا وہ ہتھیار ہے، جس سے بڑے بڑے جابر وظالم ڈھیر ہوگیے ہیں، صبر کام کی حکمت عملی ہے، بزدلی نہیں، اس حقیقت کو جتنی گہرائی سے سمجھا جائے گا، اسی قدر اس کی اہمیت سامنے آئے گی۔

عدالت سے باہر

آرٹ آف لیونگ کے بانی اور ہندوؤں کے مذہبی رہنما شری شری روی شنکر نے گذشتہ کچھ دنوں سے بابری مسجد قضیہ کو عدالت سے باہر حل کرنے کی مہم چلا رکھی ہے، ان کو اس کا حوصلہ وسیم رضوی کی اس ملاقات سے ملا تھا، جس میں انہوں نے کہا تھا کہ یہ شیعہ وقف بورڈ کے تحت ہے، کیوں کہ میر باقر شیعہ تھے اور وقف بورڈ اس کے لیے آمادہ ہے کہ وہ بابری مسجد کی اراضی کو مندر بنانے کے لیے دیدے، اس سلسلے میں شری شری روی شنکر سے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے کم از کم دو ارکان مولانا اعجاز ارشد اور کمال فاروقی نے بھی ملاقات کی تھی، یہ ملاقات گرچہ انفرادی تھی اور انہوں نے اعلان کیا تھا کہ یہ نجی ملاقات تھی اور مسلم پرسنل لا بورڈ سے اس کا کچھ لینا دینا نہیں تھا، اس کے باوجود عام مسلمانوں نے اس ملاقات کو پسند نہیں کیا، اس لیے کہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ ہر حال میں اس قضیہ کا تصفیہ عدالت کے فیصلے کے ذریعہ چاہتی ہے، بورڈ کی مجلس عاملہ کی کئی تجاویز میں بار بار اس کا اعادہ کیا گیا ہے، ایسے میں اس ملاقات سے غلط فہمی کے علاوہ کوئی فائدہ نہیں ہوا، موجودہ صورت حال یہ ہے کہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی تجویز کی حمایت میں سنی وقف بورڈ، شیعہ پرسنل لا بورڈ، اکھاڑہ پریشد، نرموہی اکھاڑہ اور مہنت ویدانتی کھل کر سامنے آگیے ہیں، ان حضرات کا کہنا ہے کہ شری شری روی شنکر کو کس نے ثالث بنایا؟ اکھاڑہ پریشد کے چیرمین مہنت نریندر گری نے اسے ایک نوٹنکی قرار دیا ہے، مسلم تنظیموں نے بھی روی شنکر کے کسی بھی فارمولے سے عدم دلچسپی کا اعلان کیا ہے، اس معاملہ میں شیعہ پرسنل لا نے بھی وسیم رضوی کے بابری مسجد کی زمین، مندر کی تعمیر کے لیے حوالہ کرنے کی تجویز کو رد کرتے ہوئے کہا ہے کہ اہل تشیع کا اس سے کچھ لینا دینا نہیں ہے، یہ تو سنی وقف بورڈ کی پراپرٹی ہے، مقدمہ میں وہی فریق بھی ہے، اس لیے دوسرے کسی کو کیا حق پہونچتا ہے کہ وہ اس قسم کی تجویز پیش کرے، مرکزی وزیر برائے اقلیتی امور مختار عباس نقوی نے وسیم رضوی کی اس قسم کی حرکت پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے، اتر پردیش کی یوگی اور مرکز کی مودی حکومت نے بھی روی شنکر کی اس تجویز سے اپنا پلہ جھاڑ لیا ہے، حالانکہ روی شنکر یوگی جی سے ملنے کے بعد عدالت سے باہر قضیہ کے تصفیہ کے لیے پرامید نظر آئے، البتہ انہوں نے واضح کردیا ہے کہ اس سلسلہ میں ابھی کوئی فارمولہ طے نہیں ہوا ہے، ابھی تو ان کی اہم رہنماؤں اور متعلقہ فریق سے بات چل رہی ہے، جیسے جیسے بات آگے بڑھے گی صورت حال واضح ہوتی جائے گی۔

بابری مسجد کی حق آراضی وملکیت کے معاملہ میں ۵/دسمبر سے یومیہ سماعت ہونی ہے اور اس کے لیے دونوں فریق کی جانب سے تیاری چل رہی ہے، اسی درمیان ایک فرقہ پرست تنظیم نے ۶/دسمبر سے تعمیر کا کام شروع کرنے کا اعلان کردیا ہے، اس اعلان پر کتنا عمل ہوگا، کہا نہیں جاسکتا، لیکن سماج میں اس سے بے چینی بڑھے گی اور عدالت پر دباؤ بڑھے گا۔

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ مضبوطی کے ساتھ پر عدالت میں بحث کے لیے تیار ہے، ہم لوگ کچھ اور نہیں کر سکتے تو اللہ کے سامنے ہاتھ پھیلا کر اپنی دعائے نیم شبی میں بابری مسجد کی بازیافت اور عدالت کے فیصلے مسلمانوں کے حق میں ہونے کی دعا تو کرسکتے ہیں، فیصلے کی ساری ڈور تو اسی کے ہاتھ میں ہے، وہ فیصلے سے آزما بھی سکتا ہے، اور مسلمانوں کو سرخرو بھی کرسکتا ہے، ایک اور کام جو دعاؤں کے ساتھ ہم کرسکتے ہیں، وہ اس مقدمہ کے لڑنے کے لیے سرمایہ کی فراہمی ہے، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے کھاتے میں رقومات بھیج کر باآسانی اس کام کو کیا جاسکتا ہے۔ یہ ایک ملی ضرورت ہے اور ہمیں اس معاملہ میں پوری فراخ دلی کے ساتھ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی جدوجہد میں شریک ہونا چاہیے۔

رشوت

سرکاری ''نیم سرکاری'' بلکہ بعض پرائیوٹ کمپنیوں میں بھی مواقع کا فائدہ اٹھانے اور مفاد کے حصول کے لیے رشوت دینا ہوتا ہے، سرکار جتنے اعلانات بدعنوانی کو ختم کرنے کے لیے کرتی، رشوت کا بازار اسی قدر گرم ہوتا ہے، سرکار کا اعلان رشوت اور بدعنوانی کے معاملہ میں عدم برداشت کا ہے، لیکن اس اعلان کے باوجود امروز فردا میں چار سرکاری ملازم رشوت لیتے ہوئے رنگے ہاتھوں پکڑے گیے، جن میں دو پولیس محکمے کے ہیں، یہ ہندوستانی سماج کا المیہ ہے کہ جن کے اوپر قانون کی حفاظت کی ذمہ داری ہے، وہی قانون کی گرفت میں آتے ہیں، بہت دن پہلے کی بات ہے ایک سرکاری دفتر میں ایک کام سے جانا ہوا، اتفاق سے وہاں ایک افسر میرے جان کار بھی تھے، میں نے ان سے اپنی پریشانی بتائی، انہوں نے ازراہ ہمدردی متعلقہ کلرک کو بلا کر کام کردینے کو کہہ دیا، میں بہت خوش ہوا کہ اب کام ہوجائے گا، کل ہوکر پھر دفتر پہونچا تو فائل وہیں کی وہیں تھی میں نے اپنے متعارف افسر کے پاس جاکر یہ صورت حال بتائی، کہنے لگے، شِیر نہیں ملا ہوگا، میں نے کہا آپ کی سفارش کے بعد بھی اس کی ضرورت ہے، کہنے لگے، ہاں! میری سفارش کا مطلب صرف یہ ہے کہ آپ کا کام یقینی ہوگا، کوئی دھوکہ نہیں دے گا، رہ گئی ''دستوری'' تو وہ تو دینا ہی ہوگا، چنانچہ میں ناکام ونامراد وہاں سے واپس آگیا۔ یہ معاملہ کسی ایک دفتر کا نہیں، یہاں تو ہر نگر ہر ڈگر کا ایک سا حال ہے۔

بہت لوگوں کی رائے ہے کہ یہ پکڑ دھکڑ اور رنگے ہاتھوں بدعنوان افسروں کی گرفتاری عوام کے بیدار ہونے کا نتیجہ ہے، مجھے یہ صحیح نہیں لگتا، عوام جب کسی دفتر میں کام کرانے جاتی ہے اور اسے کل آنے کو کہا جاتا ہے تو وہ سوچتا ہے کہ دوبارہ آنے جانے، رہنے، کھانے پینے میں اس سے زیادہ خرچ آجائے گا، چلو کچھ ''دستوری'' دے کر آج کے آج کام کرالوں، چنانچہ لینے والا تو انتظار ہی میں رہتا ہے، دینے والے لوگوں کی بھی لائن کمزور نہیں ہوتی، یعنی دینے والا اور لینے والا دونوں بدعنوانی کے شریک ہوتے ہیں، گو ہندوستانی قوانین میں دینے والوں کو مجبور محض سمجھ کر سزا کے دائرہ میں کم ہی لایا جاتا ہے، لینے والا پکڑا گیا تو اس کی زندگی بھی تباہ نہیں ہوتی اور رشوت یہاں بھی کام کرتی ہے، اور مجرم آسانی سے نجات حاصل کرلیتا ہے۔ (بقیہ صفحہ ۱۱ پر)

Naqueeb\Naqueeb Final Copies From 25 septmeber to 25 December2017\20.11.2017 Naqueeb.inp 07/04/39 12:10 & PAGE 4 (1,1)

یادوں کے چراغ

حضرت مولانا محمد اسلم قاسمیؒ

: ایڈیٹر کے کے سے

خانوادۂ قاسمی کے گل سرسبد، نامور عالم دین، استاذ الاساتذہ، متکلم اسلام، مدبر، منتظم، مصنف، مترجم خطیب بے مثال حضرت مولانا محمد اسلم قاسمی بن حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ بن مولانا حافظ محمد احمدؒ بن حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا انتقال پر ملال ۱۳/نومبر ۲۰۱۷ء مطابق ۲۳/صفر ۱۴۳۹ھ بروز سوموار بوقت سوا بارہ بجے دن کاشانۂ قاسمی دیوبند میں ہوگیا، جنازہ کی نماز اسی دن بعد نماز عشا احاطۂ مولسری میں ادا کی گئی، حضرت مولانا محمد سالم صاحب دامت برکاتہم کے خلف رشید حضرت مولانا ابوسفیان صاحب نے جنازہ کی نماز پڑھائی، اور ۲۰/ہزار سے زائد سوگواروں کی موجودگی میں یہ گل سرسبد مزار قاسمی کی زینت بن گیا، جہاں سینکڑوں علماء، صلحاء، اور اکابر دیوبند آرام فرما ہیں، حضرت کافی دنوں سے صاحب فراش تھے، ضعف، کمزوری، امرض اور اعذار کی وجہ سے دارالعلوم وقف کا آنا جانا بھی مہینوں سے بند تھا۔

حضرت مولانا محمد اسلم قاسمیؒ کی ولادت ۴/ربیع الاول ۱۳۵۷ھ مطابق ۳/جون ۱۹۳۸ء میں دیوبند میں ہوئی، ابتدا تا دورۂ حدیث کی تعلیم دارالعلوم دیوبند میں پانے کے بعد ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۹۵۹ء میں دورۂ حدیث سے فراغت پائی، یہاں انہوں نے وقت کے نامور قاری محمد کامل سے ناظرہ اور حفظ قرآن میں نیز حضرت مولانا بشیر احمد صاحب، مولانا مشفع اور مولانا ناز ہیر احمد صاحب سے چار سالہ فارسی نصاب میں کسب فیض کیا، دورۂ حدیث میں انہوں نے شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ، مولانا سید فخر الحسن صاحب مرادآبادیؒ، حضرت مولانا نصیر احمد خانؒ، حضرت مولانا عبدالجلیل کیرانویؒ اور حضرت مولانا سید حسن دیوبندیؒ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا، حضرت مولانا قمرالدین صاحب گورکھپوری دامت برکاتہم، مولانا مرحوم کے رفیق درس ہیں، مولانا نے دورۂ حدیث میں امتیازی نمبرات سے کامیابی حاصل کی، چنانچہ مؤطا امام مالک، طحاوی شریف، نسائی شریف اور ابوداؤد شریف میں پورے کے پورے پچاس نمبرات پائے، اس زمانہ مین یہی مجموعی نمبرات ہوا کرتے تھے۔

اس کے علاوہ مؤطا امام محمد میں انچاس، ابن ماجہ، شمائل ترمذی میں اڑتالیس، اڑتالیس، بخاری شریف میں چھیالیس، ترمذی شریف اور مسلم شریف میں بیالیس بیالیس نمبرات پائے اور ممتاز طالب علم قرار پائے۔

عصری علوم کے حصول کے لئے علی گڈھ مسلم یونیورسٹی میں داخلہ لیا اور ام اے کی سند یہاں سے حاصل کی، ۱۹۶۹ء میں دارالعلوم دیوبند میں استاذ مقرر ہوئے، لیکن جلدی انہیں ناظم برقیات بنیا دیا گیا، جس کے ذمہ پورے دارالعلوم دیوبند میں بجلی کے نظام کو درست رکھنے کا کام تھا عرصہ دراز، بلکہ انقلاب دارالعلوم کے وقت تک وہ ناظم برقیات کی حیثیت سے کام کرتے رہے، مزاج جوڑ کا پہلے بھی تھا اور اب جو ناظم برقیات بنے تو یہ تاروں کے جوڑنے کا کام پورے دارالعلوم میں ہونے لگا، چوں کہ بجلی کی سپلائی میں تاروں کو جوڑنا بڑا اہم ہے، اس لیے طویل مدت تک اس نظام سے جڑنے کی وجہ سے جوڑ ان کی زندگی کا نصب العین بن گیا، وہ توڑ کی ساری کوششوں سے دور دور ہی رہے، قضیۂ دارالعلوم کے وقت جو چند لوگ غیر جانب دار تھے، ان میں حضرت مولانا محمد اسلم صاحبؒ کا نام خاص طور پر لیا جاتا تھا، وہ اندر باہر یکساں تھے، کم بولتے تھے، سنجیدگی، متانت، وقار، خوش سلیقگی ورثہ میں پائی تھی اور اپنی زندگی میں اسے جذب کر لیا تھا، اداروں کی اندرونی چپقلش اور اُٹھا پٹک سے بھی اپنے کو دور ہی رکھا کرتے تھے، عام لوگوں کا احساس تھا کہ وہ کسی بھی درجہ میں اپنے مخالفین کو ٹھکانے لگانے کا فن نہیں جانتے تھے اور نہ برتتے تھے، انقلاب دارالعلوم کے بعد وہ دوسرے اساتذہ اور کارکنان کے ساتھ دارالعلوم سے الگ ہوئے، اور جب دارالعلوم وقف نے کام کرنا شروع کیا تو ۱۹۸۳ء میں وہ دارالعلوم وقف سے وابستہ ہو گیے اور نئی ذمہ داریوں کے ساتھ سامنے آئے، درس وتدریس وعظ وتقریر اور تصنیف وتالیف میں وقت لگنے لگا، اس میدان میں ان کی خدمات بھی مثالی تھی، دارالعلوم دیوبند میں جب وہ ناظم برقیات تھے تو ان کا یہ جوہر پردۂ خفا میں تھا، ہم لوگ اس زمانے میں ان کا اکرام واحترام ان کے علم کی وجہ سے نہیں، حضرت حکیم الاسلامؒ کے صاحب زادہ ہونے کی وجہ سے کرتے تھے، ان کے اس جوہر بے بہا کا علم ہی ہم جیسے طالب علموں کو نہیں تھا، دارالعلوم وقف میں ان کی خدمات مختلف وقتوں میں صدر المدرسین اور ناظم تعلیمات کی حیثیت سے بھی لی گئیں، اور وہ اس میدان میں بھی کامیاب ثابت ہوئے، ان کا درس طلبہ میں کافی مقبول تھا، حدیث میں انہوں نے امہات الکتب کا درس دیا اور محدثانہ شان سے دیا، ان کی نظر فرق باطلہ پر بڑی گہری تھی اور اس معاملہ میں ان کے رد کا طریقہ نانوتوی اسکول کے قریب تر تھا، یہ صفت ان پر اس طرح غالب تھی کہ لوگ انہیں متکلم اسلام کی حیثیت سے جانتے، پہچانتے تھے، صد سالہ اجلاس دارالعلوم دیوبند میں جن چند لوگوں کے حوالہ اجلاس کی نظامت کی ذمہ داری کی گئی تھی، مولانا ان میں سے ایک تھے، حامد الانصاری غازی کی علالت اور ضعف کی وجہ سے صد سالہ اجلاس کی ساری تیاریاں بھی انہوں نے ہی کروائی تھی، مولانا خورشید عالم صاحبؒ کے انتقال کے بعد عہدہ کے اعتبار سے شیخ الحدیث حضرت مولانا احمد خضر مسعودی بنائے گئے، لیکن بخاری شریف کا جلد اول درس حضرت مولانا مرحوم کے ہی ذمہ تھا۔

مولانا کو اللہ تعالیٰ نے تصنیف وتالیف کا صاف ستھرا اور سلجھا ہوا ذوق دیا تھا، تدریسی مصروفیات اور دعوتی اسفار کی وجہ سے بہت زیادہ کتابیں ان کی منظر عام پر نہیں آسکیں، لیکن جو کتابیں قارئین تک پہونچیں اس کی زبان عمدہ اور قاری کی نفسیاتی اور ذہنی صلاحیت سے ہم آہنگ ہے، ان کی ایک کتاب ''سیرت پاک'' کے نام سے ہے، جو چھ سو صفحات پر مشتمل ہے، اور برصغیر ہند وپاک میں مقبول عام وخاص ہے، ۱۹۷۰ء میں انہوں نے سیرت حلبیہ کا برجستہ، شستہ اور رواں ترجمہ کیا، تین ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل اس کتاب میں ترجمہ کی برجستگی دیکھ کر مستقل تصنیف کا گماں ہوتا ہے، (بقیہ صفحہ ۱۱/پر)

کتابوں کی دنیا

تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں

مسلم معاشرہ میں خواتین کا علمی وادبی ذوق

: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

ہندوستان سے باہر رہ کر علمی دنیا میں ہندوستان کی نمائندگی کرنے والوں میں ایک بڑا نام حضرت مولانا بدر الحسن قاسمی کا ہے، ان کا علم، تفقہ اور تحقیقی ذوق اہل علم کے نزدیک مسلم ہے، وہ زمانۂ دراز سے کویت میں رہتے ہیں اور کویت ریڈیو کی اردو سروس پر نشر ہونے والے ان کے مضامین ومقالات پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں، حضرت مولانا بدرالحسن صاحب قاسمی دارالعلوم میں میرے استاذ رہے ہیں اور میں نے مقامات حریری ان سے پڑھی ہے، یقیناً عربی عبارتوں کے سمجھنے کی جو تھوڑی بہت شُد بُد ہے، اس کا بڑا حصہ ان کی شاگردی کی ہی دین ہے، یہ الگ بات ہے کہ کویت کے وزیر وعج شمری کے سامنے کویت کی ایک مجلس میں میں نے یہ اعلان کیا، تو کہنے لگے، شیخ! مجھے کون ان کا استاذ تسلیم کرے گا۔

مسلم معاشرہ میں خواتین کا علمی وادبی ذوق استاذ محترم مولانا بدرالحسن قاسمی کے ان مضامین کا مجموعہ ہے، جو انہوں نے اس عنوان پر مختلف موقعوں سے کویت ریڈیو کی اردو نشریات کے لئے لکھے تھے، ان کی اشاعت کا مقصد حضرت مولانا کے لفظوں میں ''موجودہ زمانہ کی فریب خوردہ خواتین کو 'صنف نازک'' کی حقیقی آزادی، ذہنی عروج کے حقیقی مفہوم اور خواتین کے ادبی کمالات کی بعض جھلکیاں دکھلانا ہے، تاکہ وہ یہ باور کرسکیں کہ ان کی آزادی، جسم کی عریانی اور مردوں کے شانہ بشانہ چلنے میں نہیں ہے، کمالات سے اپنے آپ کو آراستہ کرنے میں ہے اور ان کی عزت وتوقیر ''شمع انجمن'' بننے کے بجائے ''چراغ خانہ'' ہی رہنے میں ہے۔

دوسو چونسٹھ صفحات پر مشتمل اس کتاب کا آغاز ''گذارش احوال واقعی'' سے ہوتا ہے، اس کے آغاز میں ہی انہوں نے عورت کے حوالہ سے اقبال کے مشہور مصرعہ ''وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ کو حقیقت کا آدھا بیان اور مسئلہ کی صرف ایک شاعرانہ اور تخیلاتی تعبیر قرار دیا ہے، جس میں صرف ظاہری عکاسی کی گئی ہے مولانا نے مرد وعورت کے افضل اور غیر افضل ہونے کی بحث کو فضول قرار دیا ہے، حضرت نے لکھا ہے کہ ''جب تخلیق کا سارا نظام ہی موجب وسالب، موثر ومتاثر اور زیادہ کھلی تعبیر میں نر اور مادہ پر کیا گیا ہے......تو پھر کسی ایک ہی جوڑ کے دو عنصروں کے بارے میں یہ سوال بے معنی اور یہ بحث ہی فضول ہے کہ دونوں میں افضل کون ہے اور مفضول کون؟ کس کے حقوق کم ہیں اور کس کے زیادہ؟''

گذارش احوال واقعی کے بعد تینتیس عنوانات کے ذیل میں خواتین کی علمی وادبی ذوق پر بحث کی گئی ہے، اسلام میں عورت کا مقام اور اسلامی معاشرہ میں عورت کی عظمت کے حوالہ سے مولانا نے جو کچھ لکھا ہے، اس سے مغرب زدہ ذہنیت کے اس سوال کا شافی جواب مل جاتا ہے جو عورت کے حوالہ سے اسلام پر کیچڑ اچھالنے کی غرض سے کیا جاتا رہا ہے، اس کتاب کا ایک عنوان ''عورتیں سرور کونین کی نظر میں'' ہے جو عورت کے بارے میں اسلامی افکار ونظریات کو احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مدلل کرنے کی کامیاب کوشش ہے، بقیہ عنوانات کے ذیل میں یہ بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ مسلم خواتین کا ذوق علم کسی سے بھی کم تر کسی دور میں نہیں رہا ہے، بلکہ مسلم خواتین کی بیدار مغزی عورتوں کی زباں آوری، ان کی فصاحت وبلاغت، ان کی شاعری اور ساحری، ان کی زبان دانی اور دانشمندی کے کرشمے تاریخ کے کتابوں میں عام طور پر مذکور ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں ضروری اور فطری پابندیوں کے باوجود خواتین کی ترقی کے لیے بے شمار راہیں کھلی ہیں، اس بات کو ثابت کرنے کے لیے انہوں نے شاہی محل سے وابستہ خواتین، شاہی دربار کی بااثر خواتین، باندیوں کا ادبی ذوق، عہد قدیم کی مایۂ ناز خواتین، ام ایمن اور ام موسیٰ کے مؤمنانہ کردار اور زیور علم سے آراستہ خواتین کا تذکرہ تفصیل سے کیا ہے، انہوں نے مسلم خواتین میں پائے جانے والی خود اعتمادی کے جذبہ کو واقعاتی روشنی میں پیش کیا ہے، اس کتاب میں عربی زبان کے محاوروں میں زنانہ معاشرہ کی عکاسی، عربی محاروں میں خواتین کی زندگی کی جھلک اور عربی محاوروں میں خواتین کی تصویر بھی ہمیں دکھائی ہے۔

کتاب بسم اللہ کے بعد سورہ روم کی آیت ۲۱ اور اس کے ترجمہ سے شروع ہوتی ہے، اور خواتین کے لیے ترقی کی بے شمار راہوں کے ذکر پر ختم ہوتی ہے، کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے اہم، مفید معلوماتی اور دلچسپ ہے، یہ الگ بات ہے کہ خود مصنف کو اس کا اقرار ہے کہ ''زیر نظر صفحات نہ تو محنت اور توجہ سے لکھی ہوئی کوئی باقاعدہ کتاب ہے، اور نہ ان کے ذریعہ مرد وزن سے متعلق تمام مسائل کے حل کی کوشش کی گئی ہے، مرد وزن سے متعلق تمام مسائل کے احاطہ نہ کرنے کی بات تو ٹھیک ہے بغیر محنت اور توجہ کے لکھی اس کتاب پر رشک اس لیے آتا ہے کہ کاش مجھے بھی یہ فن آتا کہ بغیر محنت اور توجہ کے کچھ لکھ پاتا۔ جن لوگوں نے مولانا کو دیکھا ہے، ان کی تحریریں پڑھی ہیں، ان کی مجلسوں سے مستفیض ہوئے ہیں، وہ خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ مولانا کی تحریر وتقریر میں کہیں طنز اور کہیں ظرافت کی زیریں لہریں موج زن رہتی ہیں، پڑھنے والا پڑھتے وقت زیر لب مسکراتا ہے اور کبھی قہقہے لگانے لگتا ہے، اور مجلس جاری ہو تو زعفران زار بن جاتی ہے، اس کتاب میں بھی مولانا کی یہ خصوصیت باقی ہے، اور اسی وجہ سے مولانا نے لکھا ہے کہ ''مرد اگر اس کتاب کو نہ پڑھیں تو کوئی حرج نہیں'' البتہ انہوں نے اس کتاب کو ایسے مردوں کو پڑھنے کا مشورہ دیا ہے، جن کو پنبہ وآتش کی یک جائی کی خطرناکی کا احساس نہیں ہے۔

کتاب خوبصورت چھپی ہے، ٹائٹل دیدہ زیب ہے، پروف ریڈر کی آنکھوں سے کمپوزنگ کی غلطیاں بچ نہیں پائی ہیں، ایکا دکا غلطیاں قابل ذکر نہیں ہوتیں، کتاب کی قیمت صرف ایک سو پچاس روپے ہندوستانی مسلمانوں کی قوت خرید کو سامنے رکھ کر رکھی گئی ہے، جو لائق تقلید ہے، امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ، قاضی پبلیشر، بی ۵۳ نظام الدین ویسٹ نئی دہلی۔ ۳۱، مکتبہ عزیزیہ جامع مسجد دہلی، دارالعلوم سبیل السلام، مدینۃ العلم صلالہ بارکس حیدرآباد سے حاصل کی جاسکتی ہے، کتاب کا ناشر دار العلم قاضی نگر پھلواری شریف پٹنہ ہے، جس سے احقر واقف نہیں ہے۔

سیرت نبوی کے گوشے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں

مولانا نورالحق رحمانی،استاذالمعہد العالی امارت شرعیہ

نبی آخرالزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ رب العزت کے جو بے پایاں انعامات واحسانات ہیں،ان میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اولاد کی نعمت سے بھی نوازا،اولاد ذکور واناث دونوں عطا ہوئیں اور یہ سب آپ کی پہلی بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے تھیں،باقی ازواج مطہرات سے کوئی اولاد نہیں ہوئی،صرف ایک لڑکے ابراہیم رضی اللہ عنہ آپ کی باندی حضرت ماریہ قبطیہ سے 8 ہجری میں پیدا ہوئے اور وہ شیرخوارگی ہی کے زمانے میں مدینہ منورہ میں وفات پا گئے،ابن سعد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کے سلسلے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے: مکہ معظّمہ میں نبوت سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سب سے پہلے فرزند حضرت قاسم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے،انہیں کے نام پر آپ کی کنیت ابوالقاسم ہوئی،پھر آپ کی صاحبزادی زینب پیدا ہوئیں،پھر رقیہ،پھر فاطمہ پھر ام کلثوم،پھر نبوت کے بعد صاحبزادے عبداللہ پیدا ہوئے،انہیں کو طیب وطاہر بھی کہا گیا اوران سب کی ماں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں،ان کے لڑکوں میں سب سے پہلے حضرت قاسم فوت ہوئے،(اس وقت ان کی عمر دوسال تھی) پھر مکہ میں سب سے چھوٹے بیٹے عبداللہ کا انتقال ہوا،جس پر ابوالعاص بن وائل سہمی نے یہ طعنہ دیا تھا کہ ان کی نسل کا سلسلہ ختم ہوگیا،یہ دم بریدہ ہیں تو اس کے جواب میں اللہ نے سورہ کوثر کی آخری آیت نازل فرمائی کہ آپ کا دشمن ہی دم بریدہ ہے۔(**الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ۱/۸۵**)

بہرحال آپ کے تمام صاحبزادے بچپن ہی میں انتقال کر گئے،البتہ بیٹیاں سب جوان ہوئیں اور چاروں کی شادی ہوئی،صرف ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو کوئی اولاد نہیں ہوئی،باقی تینوں بیٹیاں حضرت زینب،حضرت رقیہ اور حضرت فاطمہ سب نے راہ خدا میں ہجرت کی،حضرت رقیہ کو حبشہ اور مدینہ دونوں کی ہجرت کی سعادت حاصل ہوئی اوران کا انتقال سب سے پہلے غزوہ بدر کے موقع پر مدینہ میں ہوا،آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام بیٹیاں صاحب اولاد ہوئیں؛لیکن نسل صرف چھوٹی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے چلی۔

حضرت زینب کبریٰ رضی اللہ عنہا: سیدہ زینب رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی صاحبزادی ہیں،ان کی ولادت باسعادت نبوت سے دس سال قبل مکہ میں ہوئی،جبکہ آپ کی عمر تیس سال تھی؛یعنی حضرت خدیجہ سے نکاح کے پانچ سال بعد پیدا ہوئیں،ان کی نشوونما اور تربیت نبوت کے گھر میں ایسے والدین کے زیرسایہ ہوئی،جو اپنے وقت کے افضل ترین انسان تھے،باپ اللہ کے آخری نبی اور نبیوں کے سردار اور ماں اپنے زمانہ کی سب سے برگزیدہ خاتون جن کی برگزیدگی کی شہادت لسان نبوت نے دی،ایسے باپ سے دین واخلاق کی تعلیم حاصل کی جو خلق عظیم پر فائز تھے اور سارے عالم کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے تھے،پس وہ اخلاق کریمہ،اوصاف حمیدہ اور عادات حسنہ کی حامل بنیں۔

عرب کے دستور کے مطابق ان کا نکاح کم سنی میں ان کے خالہ زاد بھائی ابوالعاص (لقیط) ابن الربیع کے ساتھ ہوا جو قریش کے معزز اور شریف لوگوں میں تھے اور مالدار وخوشحال بھی تھے،باپ کی طرف سے ان کا نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عبدمناف بن قصی پر جا کر مل جاتا تھا اور ماں کی طرف سے ان کا نسب خویلد پر جا کر مل جاتا تھا،جو ان کے اور حضرت زینب دونوں کے نانا تھے،ان کی ماں ہالہ بنت خویلد حضرت خدیجہ کی سگی بہن تھیں،اس رشتہ کی بنیاد پر ان کی آمد ورفت بیت نبوت میں اپنی خالہ کے پاس ہوتی رہتی تھی،انہوں نے حضرت زینب کو قریب سے دیکھا تھا اوران کے اخلاق واوصاف سے پوری طرح واقفیت رکھتے تھے،اس لیے انہوں نے سیدہ زینب کو اپنی شریک حیات کی حیثیت سے پسند کیا،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہ بھی ان کی سیرت واخلاق اور امانت ودیانت کو جانتے تھے؛اس لیے جونہی ان کا پیغام آیا،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول فرما کر حضرت زینب کا نکاح ان سے کر دیا،نکاح کے معا بعد رخصتی عمل میں آگئی،یہ واقعہ نبوت سے کچھ قبل کا ہے،اللہ رب العزت نے انہیں دو اولاد سے بھی نوازا،جن سے ان کی فرحت ومسرت اور گھر کی رونق میں اضافہ ہوا،لڑکے کا نام علی اور لڑکی کا نام امامہ تھا،جن سے حضرت علی نے حضرت فاطمہ کی وفات کے بعد نکاح کیا،جس کی وصیت خود حضرت فاطمہ نے انہیں اپنے مرض الوفات میں کی تھی،جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ورسالت سے شرف یاب ہوئے تو حضرت خدیجہ اپنی تمام اولاد کے ساتھ مسلمان ہوئیں،ابوالعاص کسی سفر میں گھر سے باہر تھے کہ نبوت کا واقعہ پیش آیا،واپسی پر حضرت زینب نے انہیں اس سے مطلع کیا،ان کا گمان تھا کہ ان کے شوہر بھی آگے بڑھ کر اللہ کے دین کو قبول کریں گے؛لیکن ان کی یہ آرزو پوری نہیں ہوئی،شوہر کی طرف سے جب خاموشی رہی تو حضرت زینب نے انہیں مختلف طریقے سے مطمئن کرنے کی کوشش کی،ابوالعاص نے جواب دیا کہ واللہ! آپ کے والد میرے نزدیک ہر طرح سے قابل اعتماد ہیں؛لیکن میں یہ نہیں چاہتا کہ لوگ یہ کہیں کہ میں نے اپنی بیوی کو خوش کرنے کے لیے اپنے قدیم آبائی دین کو چھوڑ کر نیا دین قبول کرلیا ہے اور قوم کا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔

بہرحال شوہر کا اسلام قبول نہ کرنا سیدہ زینب کے لیے سوہان روح اور رنج ومحن کا باعث تھا،جس نے گھر کی پرسکون فضا کو غم واندوہ سے بدل دیا،ماں کی وفات کا غم ابھی تازہ تھا کہ والد بزرگوار اور بہنیں بھی مدینہ منورہ ہجرت کر گئیں،اس طرح ماں باپ اور بہنوں کی جدائیگی کا غم ایک ساتھ لاحق ہوگیا،کوئی قریبی رشتہ دار غم کو ہلکا کرنے والا نہ رہا۔اتفاق سے ہجرت کے دوسرے سال ماہ رمضان میں اسلام اور کفر کا پہلا معرکہ بدر کے میدان میں پیش آیا،جس میں شرکت کے لیے مشرکین نے انہیں مجبور کیا،مشرکین کے اصرار پر انہیں بادل ناخواستہ ان کے ہمراہ نکلنا پڑا،اس جنگ میں مسلمانوں کو عظیم الشان فتح ہوئی اور مشرکین ذلت آمیز شکست وہزیمت سے دوچار ہوئے،ستر مشرک سردار مارے گئے اور ستر گرفتار ہوئے،ان گرفتار ہونے والوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس اور آپ کے داماد ابوالعاص بن الربیع بھی تھے،جنہیں ایک انصاری صحابہ نے قید کیا تھا،جب مکہ کے مشرکین نے اپنے قیدیوں کی رہائی کے لیے اپنے لوگوں کو فدیے کے ساتھ بھیجا تو حضرت زینب نے اپنے شوہر کی رہائی کے لیے اپنے دیور عمرو بن الربیع کے ہاتھ اپنے گلے کا وہ ہار بھیجا،جسے ان کی ماں مرحومہ حضرت خدیجہ نے انہیں شادی اور رخصتی کے وقت جہیز میں دیا تھا،جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر اس ہار پر پڑی تو آپ نے پہچان لیا،آپ پر رقت طاری ہوگئی اور وفادار بیوی کی یاد میں آنکھیں اشکبار ہوگئیں،آپ نے اپنے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا:اگر تم مناسب سمجھو تو اس قیدی (ابوالعاص) کو آزاد کردو اور زینب کا مال (ہار) اسے واپس کردو،(یہ اس کی ماں کی نشانی ہے) تمام صحابہ کرام نے اس تجویز کو قبول کیا اور ارشاد نبوی کے سامنے سرتسلیم خم کر دیا،البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالعاص سے یہ عہد لیا کہ وہ مکہ واپس ہو کر حضرت زینب کو مدینہ بھیج دیں؛اس لیے کہ اسلام نے ان دونوں کے درمیان تفریق کر دی ہے۔(ملخص از سیر اعلام النبلاء:۲/۲۴۶۔الطبقات الکبریٰ:۸/۳۱)

ابوالعاص رہا ہو کر مکہ معظّمہ لوٹے،حضرت زینب نے ان کے بسلامت مکہ لوٹنے پر اللہ کا شکر ادا کیا اور فرط مسرت کے ساتھ ان کا استقبال کیا؛لیکن ابوالعاص کا چہرہ پژمردہ تھا اور مستقبل قریب میں حضرت زینب کی جدائیگی کے تصور سے وہ حد درجہ مغموم تھے،جب انہوں نے حضرت زینب کو بتایا کہ عنقریب ان دونوں کے درمیان جدائیگی ہونے والی ہے تو حضرت زینب آبدیدہ ہوگئیں اور تعجب کے ساتھ پوچھا کہ کیوں میرے محبوب! آپ کہاں جانے والے ہیں؟ تو ابوالعاص نے جواب دیا کہ میں کہیں جانے والا نہیں ہوں؛ بلکہ تم رخصت ہونے والی ہو۔

غنیمت جانئے مل بیٹھنے کو ☆ جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے

صورت حال کی مزید وضاحت کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ہمارے درمیان فرقت اس لیے ہونے والی ہے کہ اسلام نے ہمیں ایک دوسرے سے جدا کر دیا ہے اور تمہارے والد صاحب نے مجھ سے یہ عہد لیا ہے کہ میں تمہیں ان کے پاس مدینہ بھیجدوں اور میں وعدہ خلافی نہیں کرسکتا۔حضرت زینب کے لیے اپنے اس محبوب اور وفادار شوہر سے جدائی کس قدر شاق گذری ہوگی،جس نے ہر قدم پر وفاداری کا حق ادا کیا اور قریش کے اس اصرار کے باوجود کہ تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی کو طلاق دے کر جدا کردو،پھر قریش کی جس خاتون سے چاہو،نکاح کرلو،انہوں نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم میں انہیں جدا نہیں کروں گا اور نہ یہ پسند کرتا ہوں کہ ان کے عوض قریش کی کوئی اور خاتون میرے گھر آئے،ایسے مخلص اور محبوب شوہر سے جدائی بڑی سخت آزمائش تھی؛لیکن ایمان کی راہ آزمائشوں کی راہ ہے،اللہ تعالیٰ اپنے ایمان والے بندے کو مختلف طریقے سے آزماتا ہے اور جب وہ ایمان کے تقاضوں پر پوری طرح کھرا ثابت ہوتا ہے تو اسے اپنا مقرب بنا کر مشکلات سے نجات عطا کرتا ہے اور آسانی کی راہ ہموار کر دیتا ہے،خاندان نبوت سے زیادہ کس کا ایمان مضبوط ہوگا؟ اس لیے اللہ رب العزت کی طرف سے آزمائش بھی کڑی ہوئی،بالآخر سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے اللہ اور رسول کی محبت کو شوہر کی محبت پر ترجیح دی او دل پر پتھر رکھ کر شوہر کی جدائی کو اختیار کرلی اور اللہ اور رسول کے حکم کے سامنے سرتسلیم خم کر دیا اور شوہر کو الوداع کہتے ہوئے مدینہ کے لیے روانہ ہوئیں اور آگے اس سفر میں جو مزاحمت ہوئی اور جو مصیبت پیش آئی،اسے خندہ پیشانی کے ساتھ گوارا کیا،ابوالعاص نے اپنے بھائی کنانہ کے ہمراہ انہیں مکہ سے رخصت کیا،انہیں ہودج (کجاوہ) میں رکھ کر اونٹ پر سوار کیا اور کنانہ نے اپنا ترکش،تیر اور کمان ساتھ لیا؛ تاکہ بوقت ضرورت کام آئے اور اونٹ کی نکیل تھامے ہوئے آگے بڑھے تو مشرکین مکہ کو جب اس کی خبر ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی مدینہ جارہی ہے تو انہوں نے ان کا تعاقب کیا اور مقام ذی طوی میں انہیں جا گھیرا،مشرکین میں سے ایک شخص ہبار بن اسود نے اپنے نیزے سے اونٹ کے رخ کو موڑنا چاہا،حضرت زینب کو ٹھوکر لگی اور وہ ایک چٹان پر گر گئیں،وہ حاملہ تھیں،سخت چوٹ لگنے کی وجہ سے حمل ساقط ہوگیا اور خون جاری ہوگیا،کنانہ اس حرکت سے سخت برہم ہوئے اور ترکس سے تیر نکال کر کمان پر چڑھا کر اعلان کیا کہ خبردار اگر کسی نے آگے قدم بڑھایا تو اسے تیر سے چھلنی کردوں گا،مشرکین کی جماعت خوف کے مارے رک گئے،ابوسفیان بھی اس جماعت میں شامل تھے،انہوں نے آگے بڑھ کر کہا: بھتیجے اپنا تیر روک لو،میں تم سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں،تم جانتے ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وجہ سے ہمیں کس مصیبت اور ذلت کا سامنا کرنا پڑا ہے،اگر تم اس کی بیٹی کو دن کے وقت میں برملا اس طرح ہمارے سامنے لے جاؤ گے تو اس میں ہماری بڑی سبکی اور رسوائی ہوگی،ہم اس ذلت کو برداشت نہیں کرسکتے،مناسب یہ ہے کہ تم اس وقت زینب کو مکہ واپس لے چلو،پھر جب حالات پرسکون ہوجائیں،اس واقعہ کا چرچا ختم ہوجائے تو رات کے وقت خفیہ طریقہ پر انہیں لے جاؤ،کنانہ نے ان کی بات مان لی اور انہیں لے کر مکہ واپس ہوگئے،حضرت زینب بھی چٹان پر گرنے اور چوٹ کھانے کی وجہ سے لمبے سفر کے قابل نہیں تھیں،بلکہ چند دنوں آرام کی ضرورت تھی،چنانچہ کچھ دنوں آرام کر کے اور تازہ دم ہو کر پھر اپنے دیور کے ساتھ رات کی تاریکی میں اونٹ پر سوار ہو کر چپکے سے روانہ ہوئیں۔ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مکہ سے مدینہ لانے کے لیے حضرت زید اور ایک انصاری صحابی کو مکہ بھیجا تھا اور انہین یہ وصیت کردی تھی کہ وہ مکہ کے اندر داخل نہ ہوں،بلکہ بطن یأجج پہونچ کر حضرت زینب کی آمد کا انتظار کریں،(وادی یأجج ایک مقام کا نام ہے جو مکہ سے باہر ہے،مسجد عائشہ کے سامنے ہے،جہاں سے انہوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا۔(مدارج النبوۃ:۲/۷۷۹) چنانچہ کنانہ بن الربیع انہیں لے کر وہاں پہونچے اور انہیں ان کے سپرد کر کے مکہ واپس ہوگئے اور حضرت زید اور انصاری صحابی نے انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ منورہ پہونچا دیا،حضرت زینب کی مدینہ کی یہ ہجرت غزوہ بدر کے کچھ عرصہ بعد یعنی 2 ہجری کے اخیر میں ہوئی۔(باقی آئندہ)

E:\Naqeeb\Naqeeb Final Copies From 25 septmeber to 25 December2017\20.11.2017 Naqeeb.inp 07/04/39 12:10 & PAGE 6 (1,1)

رپورٹ نظامت امارت شرعیہ بموقع اجلاس مجلس شوریٰ منعقدہ ۱۹/نومبر ۲۰۱۷

سال گذشتہ مجلس شوریٰ کے اجلاس منعقدہ ۱۶/اکتوبر ۲۰۱۶ء کے موقع پر بعض اراکین و مدعوئین کرام نے خواہش ظاہر کی تھی کہ شوریٰ کے اجلاس کے موقع پر نظامت کی جو رپورٹ پیش کی جاتی ہے، وہ کافی معلومات افزاء، جامع اور مفید ہوتی ہے اور اس کے ذریعہ امارت شرعیہ کی کارکردگی کا نقشہ لوگوں کے سامنے آجاتا ہے، اگر اس کو نقیب میں شائع کرادیا جائے تو اس کا افادہ عام ہوجائے گا اور زیادہ لوگ اس سے مستفید ہوسکیں گے، اس لیے ارکان کی خواہش کے مطابق اس بار مجلس شوریٰ منعقدہ ۱۹/نومبر ۲۰۱۷ء کے موقع پر پیش کردہ نظامت کی رپورٹ بعینہ پیش کی جارہی ہے، امید ہے کہ نقیب کے قارئین کے لیے یہ مفید ثابت ہوگی۔ (ادارہ)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم امابعد!

حضرت امیر شریعت مدظلہ وار اکین شوریٰ!

ہم سب سے پہلے صمیم قلب سے آپ حضرات کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ اپنا قیمتی وقت فارغ کرکے آج کی میٹنگ میں تشریف لائے اور اپنی قیمتی آراء سے استفادہ کا موقع دیا۔ آپ کی یہ محبت و عنایت نہ صرف امارت شرعیہ سے آپ کے قلبی لگاؤ کی علامت ہے، بلکہ اس کے روشن مستقبل کے لیے فال نیک بھی ہے۔ اللہ کرے یہ تعلق اور محبت آئندہ بھی قائم رہے اور ہم آپ حضرات کی توجہات و عنایات سے فیضیاب ہوتے رہیں۔ آمین!

حضرات گرامی! ایک امیر شریعت کی ماتحتی میں دینی زندگی گذارنا اور ایک ایسے صالح معاشرہ کی تشکیل کے لیے جدو جہد کرنا، جس میں ہر قدم پر قانون شریعت کا احترام کیا جاتا ہو اور معاشرہ کا کوئی فرد شریعت کی کھلی مخالفت کی ہمت نہ کرسکتا ہو؛ امارت شرعیہ کے پیغامات کا سب سے اہم اور بنیادی حصہ ہے، امارت کے قیام سے اب تک اکابر امارت نے ہمیشہ اس مقصد کو اپنا نصب العین بنایا اور اسکو اپنی جدو جہد کا بنیادی محور تصور کیا۔ آج کا مسلم معاشرہ جدت پسندی اور فیشن پرستی کا شکار ہوکر دینی زندگی کی قدر و قیمت سے ناآشنا اور وحدت و اجتماعیت کی برکت و قوت سے نابلد ہوتا جارہا ہے، آپسی تنازعات مسلم معاشرہ میں جڑ پکڑتے جارہے ہیں۔ ان حالات میں ملت کو انتشار کی لعنت سے بچا کر اجتماعیت کی لڑی میں پروئے رکھنا اور معاشرہ کو موجودہ خرابیوں سے پاک کرکے اس میں صالح اقدار کو فروغ دینے کی جدو جہد کرنا، یقیناً ایک بڑی ملی ضرورت بن گئی ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کے آپسی معاملات اور عائلی نزاعات کا سرکاری عدالتوں خاص طور پر فیملی کورٹ میں کثرت سے جانا بھی بے حد تشویش ناک ہے، ضرورت ہے کہ اس سلسلہ میں مقامی طور پر مضبوط تحریک چلائی جائے اور مسلمانوں کو اپنے معاملات و نزاعات باہمی مصالحت یا دارالقضاء سے حل کرانے کی طرف خصوصیت کے ساتھ متوجہ کیا جائے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اصلاح معاشرہ کے اس پہلو پر نہایت سنجیدگی کے ساتھ غور کرنا چاہئے اور اس سلسلہ میں ہورہی کوششوں کو مزید مؤثر بنانے اور مناسب تدابیر اختیار کرنے پر خصوصی توجہ دینی چاہئے۔

حضرات گرامی! اسی ضرورت کے پیش نظر حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم کی ہدایت پر امارت شرعیہ کی جانب سے مسلسل بہار، اڈیشہ، جھارکھنڈ اور مغربی بنگال میں اصلاح معاشرہ کی تحریک چلائی جارہی ہے، اس سلسلہ میں مرکزی دفتر اور ذیلی دفاتر میں کئی اجلاس منعقد ہوئے ہیں، اصلاح معاشرہ کے مختلف پہلوؤں پر مضامین لکھ کر پمفلٹ اور کتابچوں کی شکل میں تقسیم کیے گئے، جمعہ کے دن پٹنہ اور اس کے آس پاس مرکزی دفتر سے علماء کو اصلاح معاشرہ کے عنوان پر خطاب کے لیے بھیجے جانے کا سلسلہ جاری ہے، ذیلی دفاتر کے قضاۃ کو بھی اس کی ہدایت کی گئی ہے، الحمدللہ جن جن علاقوں میں دارالقضاء قائم ہے، وہاں بھی یہ کام پابندی سے ہورہا ہے۔ اس کے علاوہ ہفتہ وار ''نقیب'' میں بھی اصلاح معاشرہ کے مختلف موضوعات پر مضامین شائع ہوتے ہیں۔

حضرات سامعین! بہت فکرمندی کے ساتھ یہ بات کہنی پڑرہی ہے کہ اصلاح معاشرہ کی ان کوششوں کے باوجود حالات میں خاطر خواہ بہتری نہیں آرہی ہے، معاشرہ میں قتل و غارت گری، جرائم، خانگی جھگڑے، تشدد، عصمت دری، زمینی تنازعات، نفرت و عداوت میں اضافہ ہورہا ہے، گھریلو تشدد اور عورتوں کے خلاف جرائم کے واقعات پچھلے پانچ سالوں میں بہت زیادہ بڑھ گئے ہیں۔ ہم نے کرائم برانچ کے ویب سائٹ سے کچھ ڈاٹا اکٹھا کیا تو پتہ چلا کہ پورے ملک میں ایک سال میں آٹھ ہزار سے زیادہ لوگ، جن میں بڑی تعداد خواتین کی ہے، گھریلو تشدد کی وجہ سے مارے گئے یا انہوں نے خودکشی کرلی، پچاس ہزار سے زیادہ خواتین ایک سال میں شوہروں اور سسرال والوں کے ظلم وستم کا شکار ہوئیں، یہ اعداد و شمار وہ ہیں، جن کی رپورٹ تھانوں تک پہونچی، حقیقی اعداد و شمار اس سے کہیں زیادہ ہوں گے، کیوں کہ بہت سے معاملوں میں تو شرمندگی کی وجہ سے رپورٹ بھی نہیں لکھائی جاتی۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ہندوستانی سماج میں گھریلو زندگی اور خاندانی نظام کی صورت حال بہتر نہیں ہے۔ یہ عام سماجی مسئلہ ہے، جس کا سامنا ہر مذہب کے لوگوں کو ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ سماج کی عام صورت حال کو بہتر بنانے کے لیے ہر مذہب کے لوگ مل کر جدو جہد اور عملی اقدام کریں، ہم میں سے ہر شخص کو اپنے اپنے علاقہ میں خاندانی نظام اور خانگی زندگی کو بہتر بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس کی شروعات ہر شخص اپنے گھر سے کرے، اپنے بچوں کو اخلاقی اقدار کی تعلیم دیں، ایک دوسرے کا احترام، جرائم کے تئیں نفرت، نیکی کی عادت، جھوٹ، چغلی، غیبت، حسد، کینہ، آپسی نفرت و عداوت سے دوری، سچ بولنے کی عادت، منشیات، بے حیائی اور فحش چیزوں سے اجتناب کا مزاج ان کے اندر پیدا کریں۔ تعلیم کے ساتھ ان کی اخلاقی تربیت کا بھی خیال رکھیں، جب نئی نسل پر بچپن سے ہی اچھا انسان بنانے کی محنت کی جائے گی تبھی جاکر ہم اچھے سماج کی تشکیل کرسکتے ہیں، اچھا سماج اچھے لوگوں سے ہی مل کر بنتا ہے۔

محترم حضرات: بہت افسوس کی بات ہے کہ مسلم معاشرہ قرآن سے دور ہوتا جارہا ہے، اگر آپ جائزہ لیں کہ آپ کے محلّہ، کالونی اور معاشرہ کے کتنے فیصد افراد قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں، تو آپ پائیں گے کہ زیادہ سے زیادہ پانچ سے دس فیصد لوگ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں یا اس سے بھی کم، نوجوان لڑکے اور لڑکیاں شاید ہی کبھی قرآن کی تلاوت کرتے ہیں، بس چند بوڑھے، رٹائر لوگ اور بوڑھی عورتیں ہی قرآن پڑھتی ہیں۔ ہمیں اپنے گھروں کا ماحول ایسا بنانا چاہئے کہ ہر گھر میں قرآن کی تلاوت ہو، قرآن کے تذکرے ہوں، قرآن یاد کرنے اور اس کے معنی کو سمجھنے کی کوشش کی جانی چاہئے۔ ہم میں سے ہر شخص کو خواہ وہ بوڑھا ہو، جوان ہو، عورت ہو، مرد ہو سال میں کچھ حصہ قرآن کریم کا یاد کرنا چاہئے۔ ہم کو یہ بھی جائزہ لینا چاہئے کہ کتنے فیصد لوگ قرآن کو سمجھتے ہیں، اگر آپ اپنے ملک کے مسلمانوں کا جائزہ لیں گے تو پتہ چلے گا کہ ایک فیصد سے بھی کم لوگ ہیں جو قرآن سمجھتے ہیں۔ ایک ایسی قوم جو پڑھی لکھی ہو، قرآن پر ایمان رکھتی ہو، لیکن قرآن کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتی، انتہائی افسوس ناک ہے، کوشش تو کریں، دیکھیں تو کہ قرآن سمجھنا کتنا آسان ہے، لیکن ہم نے کبھی اپنے گھروں میں ایسا ماحول ہی نہیں بنایا کہ اس میں قرآن کو سمجھ کر پڑھا جائے۔ یہ ہمارے گھریلو معاشرت کی سب سے بڑی کمی ہے۔ اس لیے اپنے گھروں میں قرآن کریم کی تلاوت، قرآن کو یاد کرنے اور قرآن کو سمجھنے کا ماحول بنائیں، قرآن کا ترجمہ گھر میں رکھیں، اس کو پڑھیں اپنے بچوں کو قرآن کا ترجمہ پڑھ کر سنائیں۔ اس سے ہمارا رشتہ قرآن سے مضبوط ہوگا، جب ہم اپنے رشتے کو قرآن سے مضبوط کرلیں گے تو دیکھیں گے کہ اللہ کی کتنی مدد و نصرت حاصل ہوتی ہے۔

حضرات گرامی! ملک میں بڑھتا ہوا نفرت کا ماحول بھی بہت ہی تشویش ناک ہے، ہر سطح پر نفرت بڑھ رہی ہے، باہمی منافرت کا شعلہ انسانی جان و مال، ملکی اقتصادیات اور انسانی اخلاق کو جلا کر راکھ بنا رہا ہے۔ ملک کے کچھ افراد اپنی ذاتی اغراض، سیاسی اقتدار اور مذہب کی بالادستی کے لیے نفرت کے شعلے کو بھڑکانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں، انہیں سماجی، مذہبی اور قانونی طور پر لگام دینے کی ضرورت ہے، جو لوگ نفرت پیدا کرکے ''لڑاؤ اور حکومت کرو'' کی پالیسی پر عمل کررہے ہیں، ان کو الگ تھلگ کرنے کی ضرورت ہے، تب ہی یہ ملک بچے گا اور امن و شانتی کے ساتھ ترقی کرے گا۔ نفرت کی جگہ محبت، رواداری، اخوت اور بھائی چارے کو فروغ دیا جائے، اسی میں ملک و قوم کی بھلائی ہے۔

حضرات گرامی! اس وقت ایک اور اہم مسئلہ اسلام کے عائلی قوانین پر چوطرفہ یلغار کا ہے، آپ سب کو معلوم ہے کہ طلاق اور تعدد ازدواج اسلامی قانون مسلم پرسنل لا کے خلاف سپریم کورٹ میں مقدمہ دائر تھا، سپریم کورٹ میں حکومت نے عورتوں کے حقوق کو بچانے کے نام پر تین طلاق اور ایک سے زیادہ شادی کو کالعدم قرار دینے کی سفارش کی تھی۔ ملک کی مختلف تنظیموں اور دینی ملی اداروں نے حکومت کے اس موقف کی مخالفت کی اور اپنا احتجاج درج کرکے آئین میں دیے گئے اختیار کو باقی رکھنے کا مطالبہ کیا، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے اس کے خلاف کورٹ میں مقدمہ لڑا، ملک کے بہترین وکیلوں نے آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے موقف کو مضبوطی سے سپریم کورٹ کے سامنے پیش کیا، ان سب کے باوجود سپریم کورٹ نے ہمارے موقف کے خلاف فیصلہ سنایا، ایک طرف اس نے پرسنل لاء کو آئین کا حصہ بتاتے ہوئے اس میں دخل اندازی نہ کرنے کی بات کہی؛ مگر دوسری طرف اس نے صریح دخل اندازی کرتے ہوئے ایک مجلس کی تین طلاق کو کالعدم قرار دے دیا، جو ہر مسلک کے خلاف ہے۔ ہم سپریم کورٹ کا احترام کرتے ہوئے یہ واضح کردینا چاہتے ہیں کہ سپریم کورٹ کا یہ فیصلہ مذہب اسلام پر ضرب کاری ہے اور مسلمانوں کے لیے قابل عمل نہیں ہے، آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ نے اس سلسلہ میں ایک قرارداد پاس کی ہے، جس کی کاپی آپ کو دی جائے گی، آپ سب اس پر دستخط کردیں، پھر یہ دستخط شدہ کاغذ لا کمیشن وغیرہ کو بھیجا جائے گا۔ آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ نے طلاق و نکاح کے سلسلہ میں بیداری پیدا کرنے کی ملک گیر مہم چلائی ہے۔ آج کے اجلاس میں بھی جتنے علماء کرام ہیں ان سے گذارش کی جاتی ہے کہ تحریر و تقریر کے ذریعہ اپنے اپنے علاقوں میں لوگوں کو طلاق و نکاح اور ازدواجی زندگی کے صحیح طریقہ سے واقف کرائیں، اگر خانگی زندگی میں اس قدر ناچاقی پیدا ہوگئی کہ کسی طرح نباہ ممکن نہیں تو اس کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ زوجین میں سے ہر ایک کی طرف سے پنچ مقرر کرلیا جائے اور مصالحت کی کوشش کی جائے پھر بھی بات نہ بنے تو پنچ کے سامنے صرف ایک طلاق دے کر رشتہ ختم کرلے۔ ایک مجلس میں تین طلاق دے دینا بڑا گناہ ہے اور اس پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے۔ اس لیے ہر حال میں ایک مجلس میں تین طلاق دینے سے بچے۔ ہم یہاں موجود تمام حضرات سے اپیل کرتے ہیں کہ اپنے اپنے علاقہ میں لوگوں کو دارالقضاء سے جوڑنے کی کوشش کریں۔ اس بات کو یقینی بنائیں کہ مسلم معاشرہ کا کوئی بھی فرد اپنے کسی بھی عائلی مسئلہ کو لے کر سرکاری کورٹ نہ جائے؛ بلکہ دارالقضاء سے رجوع کرے اور شریعت کے مطابق جو فیصلہ ہو اس کو خدا اور رسول کا فیصلہ سمجھ کر اس پر عمل کرے۔ یاد رکھئے اسلام ایک مکمل دین ہے جو قیامت تک کے لیے ہے، اس میں نہ کوئی کمی ہے، جس کو پورا کرنے کی ضرورت ہو اور نہ کوئی زیادتی ہے، جس کو حذف کیا جائے۔''

محترم حضرات! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ایک عرصہ سے سپریم کورٹ میں بابری مسجد کی ملکیت کے مقدمہ کی پیروی آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کررہا ہے، آئندہ ماہ یعنی دسمبر ۲۰۱۷ء میں سپریم کورٹ نے اس پر روزانہ سماعت کرکے فیصلہ سنانے کا اعلان کیا ہے، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ ماہر وکلاء کے ذریعہ اس کی پیروی کررہا ہے موجودہ حالات میں اس بات کا خدشہ ہے کہ تین طلاق کی طرح کہیں یہ فیصلہ بھی حق کے خلاف نہ ہوجائے۔ اس کے لیے ہم سب کو دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ حق کو سرخرو کرے اور سپریم کورٹ کا فیصلہ مسجد کے حق میں ہو۔

محترم حضرات! اس ملک میں مسلمانوں کے لیے تعلیم کا مسئلہ بھی کافی اہمیت کا حامل ہے، بنیادی دینی تعلیم اور معیاری دینی و عصری تعلیم کے میدان میں طلبہ آگے بڑھ رہے ہیں مگر ابھی بھی اس پیش رفت کو تیز کرنے کی ضرورت ہے، اس لیے اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ تعلیم کی تحریک کو موثر بنانے کی فکر کی جائے، دینی مکاتب کے قیام، مدارس کے استحکام اور اعلیٰ و معیاری تعلیم سے اپنے لڑکے لڑکیوں کو آراستہ کرنے کے سلسلہ میں حوصلہ مندانہ اقدام کیا جائے اور اس بات کی کوشش کی جائے کہ تعلیم کے بارے میں شعوری بیداری پیدا ہو اور لوگ تعلیم کو پہلے ایجنڈے کے طور پر اختیار کریں۔ امارت شرعیہ نے بنیادی دینی تعلیم کے لیے خود کفیل نظام مکاتب کی تحریک شروع کی تھی جس کا جزوی اثر ہوا، ضرورت ہے کہ اس تحریک کو پورے ملک میں عام کیا جائے اور ہر بچہ کو دینی تعلیم سے آراستہ کرنے کی فکر کی جائے، اس کے علاوہ گذشتہ کئی برسوں سے امارت شرعیہ اسکولوں میں پڑھنے والے بچوں کے لیے موسم گرما کی چھٹیوں میں دینی تعلیم کا نظم کرنے کی عملی تحریک چلا رہی ہے، اس سال بھی موسم گرما کی تعطیل میں اسکول کے بچوں کی دینی تعلیم کا نظم مرکزی دفتر اور ذیلی دفاتر کے ذریعہ کیا گیا۔ (بقیہ صفحہ ۷/پر)

خطرے میں بچپن

ڈاکٹر سید مبین زہرا (روزنامہ پربھات خبر ۱۷/ نومبر ۲۰۱۷)

ترجمہ : سید محمد عادل فریدی

ہریانہ کے گروگرام میں ستمبر کے شروع میں ہوئے ایک بچے کے قتل کے معاملہ میں سی بی آئی کے نئے انکشاف کے بعد لگتا ہے کہ معاملہ اورالجھ گیا ہے، اب تک تو ہم یہ سمجھ رہے تھے کہ ڈرائیور قاتل ہے، لیکن اب سی بی آئی یہ بتارہی ہے کہ ہریانہ پولیس کی جانچ غلط تھی، اور قاتل اسی اسکول کا گیارہویں جماعت میں پڑھنے والا ایک طالب علم ہے، سمجھ میں نہیں آرہاہے کہ کس بات کا یقین کیا جائے، اسی لیے کہا جاتا ہے کہ جب تک کوئی ملزم عدالت سے سزانہ پاجائے اس کو مجرم نہیں سمجھنا چاہئے۔ سوال یہ ہے کہ جن وکیلوں نے ڈرائیور کا مقدمہ لڑنے سے صرف اس لیے انکارکردیا تھا، کیوں کہ پولیس کی جانچ میں اس کو قاتل مان لیا گیا تھا۔ یہی وکیل اس گیارہویں جماعت کے لڑکے کا مقدمہ لڑیں گے یا نہیں؟ یہ بہت ہی اہم ہے کیوں کہ جس بچے کو سی بی آئی نے مجرم مانا ہے، اس کے والد خود وہیں کے وکیل ہیں، جہاں کے وکیلوں نے ڈرائیور کا مقدمہ لڑنے سے انکار کردیا تھا۔ اس طرح کے جذباتی معاملوں میں سماج کو اور خاص طور سے ان لوگوں کو جن پر سماج کی ذمہ داریاں ہیں، جذبات کو کنارے رکھنا چاہئے، تاکہ وہ اپنا کام صحیح سے کرسکیں، اگر سی بی آئی کی بات سچ ہے تو سوچنا ہوگا کہ ہمارے بچے کہاں جارہے ہیں، اخبار میں آیا ہے کہ اسی اسکول میں ایک بچے نے بتایا کہ وہاں ایک دن ایک طالب علم زہر لے کر آیا تھا، اور اسے کسی کو بھی پلانے کی کوشش کررہا تھا، جس سے اسکول میں کہرام برپا ہوجائے۔ اگر یہ بات بھی سچ ہے تو ہمیں سنجیدگی سے سوچنا ہوگا کہ ہم کدھر جارہے ہیں، بچے ہمارا آنے والا کل ہیں، اگر آج یہی کل اتنا قابل تشویش ہے تو کل وہ اس سے زیادہ خطرناک ہوسکتا ہے، اگر آج کا بچپن اس انداز سے بڑا ہورہاہے تو یہ ہم سب کے لیے لمحۂ فکر ہے۔ کہاں غلطی ہوئی ہے؟ تعلیم تو ہمیں انسان بناتی ہے، مگر یہ کیسی تعلیم ہے، جو گیارہویں کے ایک بچے کو قاتل بنادیتی ہے؟ میں نے ایک پڑھے لکھے انسان سے پوچھا کہ اس معاملہ میں آپ کا کیا کہنا ہے؟ پولیس صحیح تھی یا سی بی آئی؟ وہ کہہ رہے تھے کہ دل تو کرتا ہے کہ پولیس صحیح نکلے، لیکن سی بی آئی کی جانچ کے بارے میں تو لوگوں کی رائے یہی ہوتی ہے کہ ان کے پاس زیادہ وسائل ہیں، اس لیے ان کے حقیقت تک پہونچنے کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں۔

اگر ہم مان لیں کہ سی بی آئی کی جانچ صحیح ہے تو پھر ہمیں فکر ہونی چاہئے کہ آخر ہم سے کہاں غلطی ہوئی ہے، اس کے لیے کون ذمہ دار ہے؟ کیا اسکول ذمہ دار ہے، جس نے بچوں پر اتنا دباؤ بنا کر رکھا ہوا ہے، کہ بچے اپنے آپ کو اس دباؤ سے بچانے کے لیے خطرناک ارادوں کے ساتھ سامنے آتے ہیں، یا بچوں کے والدین ذمہ دار ہیں، جو اپنے بچوں کو سب کچھ دے رہے ہیں سوائے وقت کے؟ یا پھر وہ سماج ذمہ دار ہے؟ کیا تعلیم کے نام پر تیزی سے دکانیں کھولنے میں ہم لوگ اتنا بھٹک گئے ہیں کہ اپنے بچوں کے مستقبل سے بے فکر ہوگئے ہیں؟ کیا ہاتھوں میں آگئے موبائل اور سوشل میڈیا میں الجھ کر ہم اب ایک دوسرے سے الگ ہوتے جارہے ہیں؟ سوال بہت ہیں لیکن ان سب کی جڑ میں ایک سب سے بڑا سوال یہ ہے کہ کیوں ہم اپنے بچوں کی تربیت میں ناکام ہوتے جارہے ہیں؟ آخر ایک تعلیمی ادارہ میں کیسے ایک معصوم بچہ ایک دوسرے بچے کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے؟

آج کل کچھ پرائیویٹ اسکولوں کو چھوڑ کر زیادہ تر پرائیویٹ اسکول تعلیمی ادارے کم اور کاروباری ادارے زیادہ ہوچکے ہیں۔ کوئی بھی تعلیمی ادارہ اس کے اساتذہ اور ذمہ داروں کے کام سے اچھا بنتا ہے۔ ضروری نہیں ہے کہ ایک نام سے پورے ملک میں چلنے والے سبھی اسکول اچھے ہی ہوں۔ لیکن یہ اسکول برانڈ کے طور پر کام کررہے ہیں، آہستہ آہستہ یہ اتنے بڑے ہو جاتے ہیں کہ ان کے خلاف کوئی کچھ نہیں کرپاتا۔ مشکل یہ ہے کہ ایک بار آپ کا بچہ کسی اسکول میں داخل ہوجائے، تو پھر اس کو وہاں سے نکال پانا آپ کے لیے مشکل ہوجاتا ہے، پہلے تو داخلہ ہی مشکل ہوتا ہے، پھر جب ایک جگہ کسی طرح داخلہ مل گیا تو پھر وہاں سے نکال کر کسی دوسری جگہ داخلہ دلانا بہت جوکھم کا کام ہے۔ ایسا کئی بار ہوتا ہے کہ اساتذہ کی غلطی کے باوجود آپ کو اپنے بچے کو ہی ڈانٹنا پڑتا ہے، کیوں کہ یہ اسکول کاروباری بن چکے ہیں، تو ان کو اکثر کچھ ایسے اساتذہ بھی رکھنے پڑتے ہیں جو بااثر لوگوں کے قریبی ہوں، اسی لیے ایسے اساتذہ کی خامیوں کو بھی نظر انداز کرنا پڑتا ہوگا۔ ماں باپ بچوں کی بھاری بھرکم فیس سے پہلے ہی دبے ہوئے ہوتے ہیں، اس لیے وہ بچوں کی تعلیم کے کولے کر کچھ اور سننے کو تیار نہیں ہوتے، ایسا بھی ہوتا ہے کہ نہ چاہتے ہوئے بھی بچوں کو وہ کورس پڑھنے پر مجبور کیا جاتا ہے، جس میں اس کی کوئی دلچسپی نہیں ہوتی ہے، یہ ساری چیزیں کہیں نہ کہیں اس عمر میں بچوں کو متاثر کرتی ہیں اور ان کے دماغ پر اضافی بوجھ ڈالتی ہیں، جس عمر میں بچوں کی باتوں کو سننے کی اور ان کی خواہش کو اہمیت دینے کی ضرورت ہے، ایک انگریزی اخبار نے لکھا ہے کہ یہ بچہ پیانو بجانے میں ماہر تھا اور اس کو موسیقی کا شوق تھا، یہ نہیں معلوم کہ پڑھائی کو لے کر اس کے سامنے کیسی مشکلیں تھیں، لیکن اتنا ضرور ہے کہ کہیں نہ کہیں اس کو کچھ ایسی پریشانی ضرور رہی ہوگی، جس کو حل کرنے میں اس کے ماں باپ، اسکول اور سماج ناکام ہوئے ہیں۔

بقیہ رپورٹ نظامت امارت شرعیہ......... ساتھ ہی بہار، اڈیشہ، جھارکھنڈ اور مغربی بنگال کے تمام مساجد کے ائمہ، مدارس کے علماء کرام سے درخواست کی گئی کہ وہ اپنی اپنی سطح سے اپنے علاقہ میں اس کام کو شروع کریں، امارت شرعیہ کی جانب سے ایک مہینہ کی چھٹی کے حساب سے دینیات کا ایک نصاب بھی ترتیب دیا گیا، اور اس کو شائع کرا کر مختلف اضلاع میں مدارس ومساجد میں بھیجا گیا؛ تاکہ اس کے مطابق گرمی کی چھٹی میں اسکول میں پڑھنے والے بچوں کو دینیات کی تعلیم دی جاسکے۔ مدارس کے تعلیمی نظام کو مزید موثر اور مفید بنانے کی غرض سے اس سال ۴/اپریل سے ۲۵/ اپریل کے بیچ چار مرحلوں میں زون وائز بہار، اڈیشہ، جھارکھنڈ، مغربی بنگال اور نیپال کے علماء مدارس کا ورک شاپ اور مذاکرہ علمی کا بھی انعقاد امارت شرعیہ کی جانب سے کیا گیا، جس میں مدارس اسلامیہ میں تربیت کے مسائل، طلبہ کی شخصیت سازی، مدارس اسلامیہ میں تعلیم اور معیار تعلیم کا مسئلہ، طلبہ کی درسی، تحریری وتقریری صلاحیتوں کو پروان چڑھانے کے طریقۂ کار، مقصد تعلیم اور ذرائع علم، تعلیم میں طلبہ کی نفسیات کی رعایت، مدارس میں تعلیمی انحطاط: اسباب وعلاج، اسکول کالج میں پڑھنے والے طلبہ وطالبات کی دینی تربیت، مدرسوں کی نگرانی میں چھوٹی چھوٹی آبادیوں میں مکاتب کا قیام، مدرسہ سے فارغ ہونے والے طلبہ کے روزگار کا مسئلہ، مدرسوں میں بقدر ضرورت عصری تعلیم کی شمولیت وغیرہ جیسے درجنوں موضوعات پر اکابر علماء کرام اور ماہرین تعلیم حضرات کے محاضرات ہوئے۔ مذاکرہ علمی میں آنے والے علماء کرام اور اساتذہ مدارس نے ان پروگراموں کو وقت کی ضرورت قرار دیا، اس کی افادیت کو دیکھتے ہوئے آئندہ مزید موثر اور مرتب طریقہ پر اس طرح کے مذاکرہ علمی اور ورک شاپ کا انعقاد کیا جائے گا، ان شاء اللہ۔

تکنیکی تعلیم اور مقابلہ جاتی امتحانات میں بھی مسلم طلبہ کا تناسب بہت ہی کم ہے۔ اس راہ میں بھی پیش رفت کی ضرورت ہے، امارت شرعیہ کافی دنوں سے تکنیکی تعلیم کے فروغ کے لیے کوشاں ہے اور مختلف اضلاع میں تکنیکی تعلیم کے ادارے چلا رہی ہے جس میں زیادہ تر متوسط اور غریب طبقہ کے طلبہ وطالبات تکنیکی تعلیم حاصل کررہے ہیں۔ مزید کچھ جگہوں پر تکنیکی ادارے شروع کرنے کا منصوبہ ہے، دعا کیجئے کہ جلد سے جلد پورا ہو، اس کے علاوہ امارت شرعیہ نے ہر ضلع میں پلس ٹو معیار کے ایسے اسکول کھولنے کا بھی منصوبہ بنایا ہے، جہاں جدید تقاضوں کے مطابق معیاری عصری تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم وتربیت بھی فراہم کی جائے۔ اس کی شروعات کرتے ہوئے پہلے مرحلہ میں آئندہ سیشن یعنی ۲۰۱۸ء کے تعلیمی سال سے پسکا نگڑی، ضلع رانچی اور گریڈیہہ میں دو اسکول کھولے جارہے ہیں، دونوں جگہ عمارت بنی ہوئی ہے، اسکول کی ضرورت کے اعتبار سے تزئین اور ترتیب کا کام چل رہا ہے، دونوں اسکولوں کا نام امارت پبلک اسکول ہوگا، جس کا نصاب سی بی ایس ای کے مطابق ہوگا، نصاب میں دینیات لازمی سبجیکٹ کے طور پر شامل ہوگا، اسکولوں میں مخلوط تعلیم نہیں ہوگی، بلکہ لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے علاحدہ علاحدہ تعلیم کا نظم ہوگا۔ فی الحال نرسری سے درجہ سوم تک داخلے لیے جائیں گے، آئندہ سالوں میں اس میں اضافہ کرکے مرحلہ وار اس کو دسویں درجہ تک پہونچایا جائے گا۔

حضرات گرامی! آپ کو معلوم ہے کہ شعبۂ تنظیم امارت شرعیہ کا بنیادی شعبہ ہے، اس شعبہ کے ذریعہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے مسلمانوں کو کلمہ واحدہ کی بنیاد پر ایک امیر شریعت کی ماتحتی میں متحد ومنظم رکھنے اور تنظیمی ڈھانچہ کے ذریعہ انہیں ایک امت ایک جماعت بنکر زندگی گذارنے کی دعوت دی جاتی ہے ہر علاقہ میں امارت شرعیہ کا ایک نمائندہ ہوتا ہے جو ''نقیب'' کہلاتا ہے، نقیب اپنے علاقہ میں امیر شریعت کا نمائندہ ہوتا ہے اور اپنے علاقہ کے لوگوں کی دینی و اجتماعی زندگی کا سردار ہوتا ہے۔ امارت شرعیہ کا پیغام گاؤں گاؤں اور قصبہ قصبہ میں نقیب کے ذریعہ ہی پہونچتا ہے۔ اس لیے یہ شعبہ جتنا فعال اور مضبوط ہوگا امارت شرعیہ کے کام میں اسی قدر مضبوطی آئے گی، اس لیے اس شعبہ کو مزید فعال اور مستحکم کرنے کی غرض سے اور نقباء کو ان کی ذمہ داریوں کا احساس کرانے کے لیے موقع بموقع نقباء کے اجتماعات ہوتے رہتے ہیں، اسی ماہ مورخہ ۱۱/نومبر ۲۰۱۷ء کو کا کو ضلع جہان آباد میں ضلع ارول اور جہان آباد کے نقباء کا اجتماع منعقد ہوا اور ۱۲/نومبر کو ضلع پٹنہ کے نقباء کا اجتماع المعہد العالی امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں منعقد ہوا۔ دونوں اجتماع بہت ہی کامیاب اور بامقصد رہے اور ان کا اچھا اثر ہوا، اس موقع سے ان تینوں اضلاع کے تمام بلاک کے لیے رئیس النقباء اور ان کے نائبین کا انتخاب بھی عمل میں آیا۔

حضرات گرامی! اس سال برسات میں شمالی بہار کے کئی اضلاع میں سیلاب سے بھیانک تباہی آئی، ارریہ، پورنیہ، کٹیہار، کشن گنج، سوپول، سہرسہ، مدھے پورہ، دربھنگہ، سمستی پر، مدھوبنی، مغربی ومشرقی چمپارن، گوپال گنج، سیتا مڑھی، مظفر پور وغیرہ کے علاقے سب سے زیادہ متاثر ہوئے، جس میں امارت شرعیہ کی جانب سے بڑے پیمانے پر ریلیف کا کام کیا گیا، ریلیف کا کام ابھی بھی جاری ہے، ابھی موسم سرما کے موقع پر گرم کپڑوں اور کمبل کی تقسیم کی جارہی ہے، سیلاب زدہ علاقوں کے سروے کرائے گئے ہیں، جن لوگوں کے مکان اجڑ گئے ہیں، ان کو مکان بنانے میں بھی مدد دی جائے گی۔ اس سے قبل موضع ڈرہار ضلع سہرسہ میں آتش زدگی کی وجہ سے کافی تباہی ہوئی تھی، اس موقع پر بھی امارت شرعیہ کی جانب سے ریلیف کا کام کیا گیا تھا۔ ان سب کاموں کی مستقل رپورٹ ریلیف کے ذیل میں پیش کی جارہی ہے اور آج کے ایجنڈے میں بھی ریلیف ورک کو شامل کیا گیا ہے، جس پر مفصل گفتگو ہوگی۔

حضرات محترم! میٹنگ کا جو ایجنڈا آپ حضرات کے سامنے ہے، اس میں شعبہ جات امارت شرعیہ کی سالانہ کارکردگی رپورٹ کا خلاصہ بھی شامل ہے۔ اس سے اندازہ ہوگا کہ یہ ادارہ حضرت امیر شریعت مدظلہ کی رہنمائی اور سرپرستی میں اپنے اہداف ومقاصد کو عملی جامہ پہنانے کے لیے مسلسل سرگرم عمل ہے۔ شعبہ جات کو مضبوط اور اس کے کاموں کو بہتر بنانے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ اس ایجنڈہ میں ''ملک میں بڑھتی ہوئی جارحانہ فرقہ پرستی اور اس کے سد باب پر غور''، ''اصلاح معاشرہ کی تحریک چلانے پر غور''، ''تنظیم کی توسیع، دورۂ وفود کی افادیت'' وغیرہ جیسے مسائل شامل ہیں، جن پر تفصیل سے گفت وشنید ہوگی اور آپ حضرات کی آراء سے ہم سب استفادہ کریں گے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ آپ حضرات کے مشورے سے ان سب مسائل کے سلسلہ میں مناسب تجاویز بھی پاس ہوں گی، جن پر عمل درآمد کرکے ان مسائل کے حل کی صورت نکلے گی۔ ان شاء اللہ

اخیر میں ہم ایک بار پھر آپ تمام حضرات کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور گذارش کرتے ہیں کہ آپ ہمیشہ اسی طرح اپنی توجہات اور نیک آراء سے نوازتے رہیں؛ تاکہ ادارہ کی خدمات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا رہے۔ والسلام

انیس الرحمٰن قاسمی

ناظم امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ

مورخہ ۱۹/نومبر ۲۰۱۷ء مطابق ۲۹/صفر ۱۴۳۹ھ روز اتوار

سید محمد عادل فریدی

موگابے اقتدار چھوڑنے کے لئے تیار نہیں

زمبابوے میں فوج کی بغاوت کے بعد تمام دباؤ کے باوجود صدر رابرٹ موگابے اپنی مدت مکمل کئے جانے پر اڑے ہوئے ہیں۔فوج موگابے پر اقتدار چھوڑنے کے لئے مسلسل دباؤ ڈال رہی ہے۔ذرائع کے مطابق، بغاوت کے بعد بھی،۹۳؍سالہ موگابے اپنی مدت مکمل کرنے اور زمبابوے کے ایک جائز حکمراں بنے رہنا چاہتے ہیں۔امریکی محکمہ خارجہ نے زمبابوے کی صورتحال پر تشویش کا اظہار کیا ہے۔واضح ہو کہ زمبابوے میں فوج نے سیاسی حکومت کا تختہ الٹ کر اقتدار پر قبضہ جمالیا ہے لیکن فوجی ترجمان نے حکومت کا تختہ الٹنے کی تردید کردی ہے تاہم حقیقت یہ بھی ہے کہ صدر موگابے اور ان کی کابینہ کے ارکان گھروں پر نظر بند ہیں۔(یواین آئی)

شام میں کیمیائی ہتھیاروں کے استعمال کی تحقیقات کو روس کا ویٹو

روس نے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں پیش کی جانے والی اس قرارداد کو ویٹو کردیا ہے جس کے تحت شام میں کیمیائی ہتھیاروں کے استعمال کی بین الاقوامی تحقیقات کرنے کو کہا گیا تھا۔شام کا تنازع شروع ہونے کے بعد سے یہ دسویں مرتبہ ہے کہ روس نے اپنے اتحادی کے حق میں ویٹو کی طاقت کا استعمال کیا ہے۔اقوام متحدہ میں امریکی سفیر نکی ہالے نے روس پر الزام عائد کیا کہ وہ مستقبل میں کیمیائی حملوں کے سدباب کے لیے ادارے کی اہلیت کو دبانے کی کوشش کررہا ہے۔(یواین آئی)

اسرائیل سعودی عرب کے ساتھ خفیہ معلومات کے تبادلے پر تیار

اسرائیل کے فوجی سربراہ نے کہا ہے کہ اسرائیل سعودی عرب کے ساتھ خفیہ معلومات کے تبادلے کے لیے تیار ہے، کیونکہ دونوں ملک کا مشترکہ مفاد ایران کو روکنے سے وابستہ ہے۔لیفٹیننٹ جنرل گیڈی ائزنکوٹ نے پہلی مرتبہ عربی زبان کے ایک آن لائن اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ اسرائیل کا لبنان میں موجود حزب اللہ تنظیم پر حملہ کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔مگر اسرائیل اپنے خلاف کسی خطرے کو برداشت نہیں کرے گا۔ایران اور سعودی عرب کے درمیان بڑھتی ہوئی کشیدگی کے باعث بہت سے تجزیہ کاروں کے خیال میں ایران سے مشترکہ دشمنی کی وجہ سے سعودی عرب اور اسرائیل میں اشتراک پیدا ہوسکتا ہے۔(بی بی سی لندن)

مصر میں تین عسکریت پسند ہلاک ۷۴؍گرفتار

مصر میں شمالی سینائی صوبے میں عسکریت پسند گروپوں کے خلاف سیکورٹی فورسز کے آپریشن میں تین عسکریت پسند ہلاک اور ۷۴ دیگر افراد کو گرفتار کیا گیا۔آرمی کی طرف سے جاری کردہ ایک بیان میں یہ اطلاع دی گئی تھی۔اگرچہ فوج نے کسی مخصوص دہشت گرد گروپ یا مقتول دہشتگردوں کے نام کو ظاہر نہیں کیا، لیکن کہا کہ دہشت گرد بہت خطرناک تھے۔(یواین آئی)

سعودی شاہ سلمان کا بیٹے کے حق میں تخت سے دستبرداری کا امکان

سعودی شاہ سلمان کا بیٹے کے حق میں تخت سے دستبرداری کا امکان ہے اور وہ اگلے ہفتے ولی عہد محمد بن سلمان کو بادشاہت کی ذمہ داریاں سونپ سکتے ہیں۔برطانوی میڈیا نے دعوی کیا ہے کہ سعودی بادشاہ اگلے ہفتے سعودی ولی عہد محمد بن سلمان کو بادشاہت کی ذمہ داریاں سونپ دیں گے۔۸۱؍سالہ سعودی فرمانروا اپنے پاس صرف خادم الحرمین شریفین کی ذمہ داریاں رکھیں گے۔برطانوی میڈیا کی جانب سے دعوی کیا گیا ہے کہ تاج پوشی کے بعد ولی عہد محمد بن سلمان مشرق وسطیٰ میں ایران اور لبنان کی طرف اپنی پوری توجہ مبذول کرلیں گے، اور اگر ضرورت پڑی تو جنگ کرنے سے بھی گریز نہیں کریں گے۔واضح رہے کہ ۵؍ماہ قبل ہی سعودی عرب کے شاہ سلمان نے موجودہ ولی عہد ۵۷ سالہ شہزادہ محمد بن نائف کی جگہ اپنے ۳۱؍سالہ بیٹے شہزادہ محمد بن سلمان کو اپنا نیا ولی عہد مقرر کردیا تھا۔(نیوز ایکسپریس پی کے)

افغانستان میں خودکش حملے میں ۸؍پولیس اہلکاروں سمیت ۱۸؍افراد ہلاک

افغانستان کے دارالحکومت کابل میں واقع ایک ہوٹل میں ہونے والی سیاسی تقریب میں خودکش حملے میں ۱۸؍افراد ہلاک ہوگئے ہیں، دھماکے کی شدت اس قدر شدید تھی کہ تقریب میں آئے مہمانوں کی گاڑیاں تباہ ہوگئیں اور قریبی عمارتوں کے شیشے ٹوٹ گئے، جب کہ مذکورہ ریسٹورنٹ کو بھی شدید نقصان پہنچا۔دھماکے میں ۸؍پولیس اہلکار اور ۱۰؍عام شہری موقع پر ہی ہلاک ہوگئے جب کہ ۲۰؍سے زائد افراد شدید زخمی بھی ہوئے۔(نیوز ایکسپریس)

شمالی کوریا کو دہشت گرد ملک قرار دینے کا فیصلہ عنقریب:امریکہ

وائٹ ہاؤس کے ترجمان نے کہا ہے کہ شمالی کوریا کو دہشت گرد ریاست قرار دینے سے متعلق فیصلہ آئندہ ہفتے ہوگا، امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ شمالی کوریا سے متعلق خود اعلان کریں گے۔گزشتہ روز ٹرمپ نے اپنے ایک خطاب میں کہا تھا شمالی کوریا کے ڈکٹیٹر کو دنیا کو یرغمال بنانے کی اجازت نہیں دیں گے، چینی صدر شی جن پنگ نے بھی تسلیم کیا ہے کہ شمالی کوریا چین کیلیے بڑا خطرہ ہے۔اس سے قبل شمالی کوریا کے سرکاری اخبار نے اپنے رہنما کم جانگ ان کی توہین پر امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کو سزائے موت کا مستحق ٹھہراتے ہوئے انہیں ایک بزدل شخص قرار دیا ہے۔واضح رہے کہ اپنے عہدہ صدارت سنبھالنے کے بعد سے امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی جانب سے شمالی کوریا کے رہنما پر مسلسل کڑی تنقید جاری ہے۔(نیوز ایکسپریس)

سستی چیزیں مہنگی بیچیں تو خیر نہیں

جی ایس ٹی کاؤنسل نے تقریباً دوسو چیزوں کے جی ایس ٹی شرح میں کمی کی تھی، جس کے بعد یہ امید جتائی جارہی تھی کہ یہ سب چیزیں سستی ہوجائیں گی، لیکن ایسا نہیں ہوا، کئی چیزوں کی قیمتوں میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی اور گاہکوں سے پہلے ہی کی طرح پرانی شرح پر ہی جی ایس ٹی وصول کی جارہی ہے، ایسے میں حکومت نے سخت رخ اپناتے ہوئے نیشنل اینٹی پرافٹنگ اتھارٹی بنانے کا اعلان کیا ہے۔حکومت کے اعلان کے مطابق سرکار نے جن چیزوں کی جی اسی ٹی شرح میں کمی کی ہے، اگر کوئی اس پر عمل نہیں کرتا ہے تو اس کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔(سنڈیکیٹ نیوز فیڈ)

مرکزی ملازمین کی ۸؍قسم کی ایڈوانس رقم بند

فضول خرچی پر روک لگانے کے لئے حکومت نے مرکزی ملازمین کو ملنے والی کئی قسم کی ایڈوانس رقم پر روک لگادی ہے، ملازمین کو ان کے عہدہ اور تنخواہ کے مطابق کئی معاملوں میں سود سے پاک رقم ملتی تھی، جسے وہ آسان قسطوں میں کٹوا لیتے تھے، لیکن اب اسے بند کردیا گیا ہے، کل آٹھ قسم کے ایڈوانس بند کئے گئے ہیں۔اس میں سائیکل خریدنے، گرم کپڑے، تبادلہ ہونے پر ایڈوانس رقم، تہواروں پر ملنے والی ایڈوانس رقم، باقی بچی چھٹیوں کے بدلے ایڈوانس رقم شامل ہیں۔آزادی سے پہلے ملازمین کو یہ رقم ملتی تھی جو اب بھی جاری ہے، لیکن مرکزی حکومت نے اسے بند کردیا ہے، اسی طرح مرکزی ملازمین کو فاصلاتی نظام کے ذریعہ ہندی کی تربیت حاصل کرنے کے لئے بھی ایڈوانس رقم ملتی تھی اسے بھی ختم کردیا گیا ہے۔سبھی محکموں میں اسے نافذ کرنے کا عمل شروع ہوگیا ہے۔(ایجنسی)

یو.جی سی نیٹ کے سلیبس میں ہوگی ترمیم

یونیورسٹی گرانٹ کمیشن (یو جی سی) پہلی مرتبہ اپنے سلیبس میں ترمیم کرنے والی ہے، پچھلی ایک دہائی میں یہ پہلا موقع ہے جب یو جی سی ایسی تبدیلی کرنے جارہی ہے، یہ تبدیلی اسسٹنٹ پروفیسر اور جونیر ریسرچ فیلو شپ (جے آر ایف) کے لیے ہوگی، اب امیدواروں کو قومی اہلیتی امتحان (NET) کے لیے ازسرنو تیاری کرنی ہوگی۔سلیبس میں ترمیم کے لیے یو جی سی نے کمیٹی بھی بنالی ہے، یہ کمیٹی ان سبھی مضامین کے سلیبس میں ترمیم کرے گی، جس کے امتحانات یو جی سی کے تحت ہوتے ہیں، ابھی تک یو جی سی نیٹ کا امتحان ۹۰؍مضامین میں لیا جاتا ہے، ان سبھی مضامین میں ترمیم ہوگی۔(این ڈی ٹی وی نیوز سروس)

دسویں پاس طالبات کو سی بی ایس ای دے گا اسکالر شپ

سی بی ایس ای بورڈ سے دسویں پاس طالبات کے پاس اسکالرشپ پانے کا سنہرا موقع ہے، سی بی ایس ای نے اس کے لیے نوٹیفکیشن جاری کردیا ہے، اس نوٹیفکیشن کے مطابق وہ طالبات جنھوں نے حال ہی میں دسویں کا امتحان پاس کیا ہے، وہ سب اس کے لیے اپنی درخواستیں دے سکتی ہیں، اس کے لیے طالبات سی بی ایس ای کی آفیشیل ویب سائٹ cbse.nic.in پر آن لائن درخواست دے سکتی ہیں۔سی بی ایس ای نے اس اسکالر شپ کے لیے کچھ شرائط بھی رکھی ہیں۔پہلی شرط یہ ہے کہ صرف انہیں طالبات کو اسکالرشپ ملے گی، جنھوں نے دسویں کا امتحان سی بی ایس ای کے تحت چلنے والے کسی اسکول سے پاس کی ہو۔اور ایک ماں باپ کی صرف ایک ہی لڑکی کو یہ اسکالرشپ ملے گی۔(سنڈیکیٹ نیوز فیڈ)

شرد یادو کو جھٹکا، نتیش کے پاس رہے گا ''تیر''

الیکشن کمیشن نے جنتا دل یونائیٹڈ کے انتخابی نشان کا معاملہ سلجھاتے ہوئے نتیش کمار کی قیادت والی جنتا دل یونائیٹیڈ کو ''تیر'' کا انتخابی نشان دینے کا فیصلہ کیا ہے۔اسی کے ساتھ الیکشن کمیشن نے چھوٹ بھائی امر سنگ وساوا کے اپنے گروپ کو اصلی جنتا دل یونائیٹیڈ قرار دینے کے دعوے کو بھی خارج کردیا۔الیکشن کمیشن کے اس فیصلہ سے شرد یادو کے گروپ کو مایوسی ہاتھ لگی ہے۔

بہت تیزی سے بڑھ رہا ہے جعلی خبروں کا کاروبار

سائبر مجرمین جعلی او فرضی خبروں (Fake News) کو خوب بڑھاوا دے رہے ہیں، اور اب اس کام کو انہوں نے منافع بخش کاروبار میں تبدیل کردیا ہے، سائبر سیکورٹی پر ریسرچ کرنے والوں نے کہا کہ ایک ایک نیوز پر کم از کم دس ڈالر (-/650 روپئے) کی آمدنی ہوتی ہے۔(نو بھارت ٹائمز)

ریل ٹکٹ کینسل کرانے پر کتنا ملے گا ریٹرن؟

ریل سے سفر کرنے والوں کے دماغ میں اکثر یہ سوال ہوتا ہے کہ ٹکٹ کینسل کرانے پر کتنا ریٹرن ملے گا۔آیئے ہم آج آپ کے اس سوال کا جواب ڈھونڈتے ہیں؛ اگر کوئی کنفرم ٹکٹ ٹرین چھوٹنے سے ۴۸؍گھنٹے پہلے کینسل کرایا جاتا ہے تو اے سی فرسٹ کلاس میں ۲۴۰ روپئے، اے سی سکنڈ کلاس میں ۲۰۰ روپئے، تھرڈ کلاس اے سی میں ۱۸۰ روپئے، سلیپر میں ۱۲۰ روپئے اور سکینڈ کلاس میں ۶۰ روپئے فی مسافر کٹتے ہیں۔اگر ۴۸ سے ۱۲ گھنٹے کے اندر کینسل کراتے ہیں تو کرایہ کا ۲۵؍فیصد کٹے گا۔اگر ۱۲؍سے ۴ گھنٹے تک کینسل کرانے پر کرایہ کا ۵۰؍فیصد کٹ جائے گا۔اگر چار گھنٹے پہلے کینسل نہیں کرایا گیا یا ٹی ڈی آر فائل نہیں کیا گیا تو کوئی بھی رقم واپس نہیں ہوگی۔اگر کوئی ویٹنگ ٹکٹ یا آر اے سی ٹرین چھوٹنے سے آدھے گھنٹے پہلے تک کینسل کرایا جاتا ہے تو ریٹرن ملے گا۔

طب وصحت

صحت وتندرستی کے تئیں بیداری کی ضرورت

عارف عزیز بھوپال

’’تندرستی خدا کی نعمت ہے‘‘ ہمارے بزرگوں کی یہ کہاوت ہر دور میں سچ ثابت ہوتی رہی ہے کیونکہ دنیا کی آسائش وآرام ایک طرف لیکن صحت نہ ہوتو سب بیکار ہے، انسان جب تک صحت مند وتندرست رہتا ہے اپنی زندگی کے خوشگوار لمحات سے محظوظ ہوتا ہے، اگر خدانخواستہ وہ بیمار ہوجائے تو ساری خوشیاں اور زندگی کی آسانیاں خاک میں مل جاتی ہیں کیونکہ بیماری کا اثر اس کی پوری زندگی پر پڑتا ہے، روز مرہ کے معمولات متاثر ہوجاتے ہیں کام کاج تسلی بخش طور پر انجام نہیں پاتے بلکہ یہ کہا جائے تو زیادہ صحیح ہوگا کہ صحت کی خرابی سے انسان کی زندگی کمھلا جاتی، ہمت پست ہوجاتی ہے، ولولہ باقی نہیں رہتا، زندگی کا لطف، اس کی توانائی اور عزائم ساتھ چھوڑ جاتے ہیں اگر طالب علم ہے تو حصول علم میں دشواری پیش آتی ہے، اگر نوجوان ہے تو ترقی کے میدان میں قدم بڑھانا مشکل ہوجاتا ہے اگر بوڑھا ہے تو اس کی زندگی اجیرن بن جاتی ہے۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ’تندرستی ہزار نعمت ہے‘ اس کی قدر اور پورا احساس صحت مند لوگوں کو نہیں ہوتا، جو بیمار ہوجاتے ہیں یا کسی حادثہ کا شکار بن کر بستر پر درواز ہوجاتے ہیں وہی تندرستی کی اہمیت کو سمجھتے ہیں۔ اس لئے اچھی صحت کا راز کیا ہے اور انسان تندرست رہے اس کا نسخہ کیمیا کیا ہے۔ ہمیں اس پر غور کرنا چاہئے اور تجربہ کاروں نے جو باتیں بتائی ہیں ان پر عمل پیرا ہونا چاہئے۔ ہر انسان کے جسم میں بیماریوں سے لڑنے کی ایک فطری طاقت ہوتی ہے جس کو قوت مدافعت کہتے ہیں اس کے ذریعہ انسانی جسم مختلف امراض سے لڑتا ہے، یہ قوت بچوں اور بوڑھوں میں کمزور ہوتی ہے لہذا ان کی صحت پر زیادہ توجہ دینا چاہئے، اسی طرح عام انسانوں میں بھی امراض سے مقابلہ کرنے کی قوت کم وبیش ہوتی ہے جیسا کہ مشاہدہ ہے کہ سردی کے موسم میں بعض لوگ ذرا سی بے احتیاط سے نزلہ وزکام کا شکار ہوجاتے ہیں اور کچھ لوگ صحت مند رہتے ہیں۔ ایسے سبھی لوگوں کو پہلے یہ سمجھ لینا چاہئے اچھی صحت کیا ہے؟ جو آدمی ظاہری طور پر صحت مند وتوانا نظر آئے عام طور پر اسے اچھی صحت والا سمجھا جاتا ہے، حالانکہ اچھی صحت کا مطلب ہے بیماریوں سے بچے رہنا ہے، اگر کوئی دیکھنے میں بظاہر بھاری دکھائی دے تو ضروری نہیں کہ وہ صحت مند بھی ہو، اس کے مقابلہ میں کوئی ظاہری طور پر دبلا پتلا نظر آئے لیکن پوری طرح چاق و چوبند ہوتو ایسا شخص صحت مند قرار دیا جائے گا۔

اس لئے سمجھنے کی پہلی بات یہ ہے کہ اپنی صحت بنانے کے لئے اشتہاری دواؤں کے جال سے ہم بچیں، لوگوں کی نفسیات کو سامنے رکھ کر ٹی وی اور اخبارات کے ذریعہ مختلف کمپنیاں اپنی ادویہ کی تشہیر کرتی ہیں لیکن ایسی دواؤں سے فائدہ نہیں ہوتا، لہذا بیمار کو چاہئے کہ وہ اپنے علاج کے لئے کسی قابل معالج سے رجوع کرے اور اشتہاری دواؤں کے پھیر میں نہ آئے، نہ اپنی مرضی سے خود کا علاج شروع کردے کیونکہ ایسے کسی بھی عمل سے فائدہ کے بجائے گہرا نقصان ہوسکتا ہے پھر ہر انسان کا جسمانی مزاج الگ الگ ہوتا ہے اور سب کے لئے ایک دوا کارگر نہیں ہوسکتی، اخبارات میں صحت کے کالم بھی شائع ہوتے ہیں جن میں ڈاکٹر بیماری کا حال پڑھ کر دوا تجویز کردیتے ہیں یہ طریقہ بھی طبی نقطہ نظر سے صحیح نہیں ہے کیونکہ کوئی معقول ڈاکٹر مریض کو دیکھے بغیر یا اس کے مرض کے بارے میں جانچ رپورٹیں پڑھے بغیر علاج تجویز نہیں کرتا، صحت مند رہنے کے لئے ایسے سبھی اخباری علاجوں سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔

ایک اور بات یاد رکھیں کہ انسانی صحت کا اس کی سوچ سے بھی گہرا تعلق ہوتا ہے اگر انسانی سوچ وفکر مثبت ہے تو اس کا مزاج بھی مستحکم رہے گا وہ اخلاقی خرابیوں سے بچے گا، غصہ، اشتعال، جذباتیت، بغض، لالچ اور غرور سے بھی دامن بچائے گا۔ عام انسانوں کی نظر میں صحت کا ان باتوں سے کوئی تعلق نہیں ہے حالانکہ یہ بری عادتیں آدمی کی محفوظ توانائی کو ضائع کرنے کے ساتھ ساتھ جسم میں نئی توانائی پیدا ہونے میں رکاوٹ بنتی ہیں اور ان کا براہ راست اثر آدمی کے اعصابی نظام پر مرتب ہوتا ہے۔

تندرستی کو برقرار رکھنے کے لئے جہاں ہمیں غذا وقت پر لینے کی عادت ڈالنا چاہئے، وہیں متوازن غذا لینے کی اہمیت بھی سمجھنی چاہئے، کسی دانا کا قول ہے کہ ’’انسان اپنے دانتوں سے خود کی قبر کھودتا ہے‘‘۔ کھانے پینے میں احتیاط برت کر انسان اس قول کو غلط ثابت کرسکتا ہے کیونکہ اطباء کے بقول تمام بیماریاں معدے کی خرابی کا نتیجہ ہوتی ہیں اور معدہ ثقیل غذاؤں سے سب سے زیادہ متاثر ہوتا ہے۔ انسانی صحت کا چہل قدمی سے بھی گہرا رشتہ ہے آج مصروف ترین زندگی میں سے تھوڑا وقت نکال کر ہر انسان چہل قدمی کرکے اپنے جسم کو متناسب رکھ سکتا ہے، چہل قدمی ایک ورزش بھی ہے اور یہ آسان عمل ہے جسے ہر عمر کے فرد بآسانی انجام دے سکتے ہیں، یوں تو ورزش انسانی زندگی کا ایک اہم جزو ہونا چاہئے، ایک تندرست جسم کے لئے تھوڑی بہت ورزش لازم ہے لیکن خواتین اس میں زیادہ تساہلی برتتی ہیں ماہرین فٹنس کیلئے کی جانے والی چہل قدمی کے بارے میں دعویٰ کرتے ہیں کہ اس سے تھکن کم ہوجاتی ہے اور بیش از بیش فوائد حاصل ہوتے ہیں، بوڑھے جوان سب کو ہی اپنے جسموں کو صحت مند رکھنے کیلئے چہل قدمی ضرور کرنا چاہئے۔ یہ ذہنی دباؤ کو کم کرکے اضافی چربی کو گھلانے میں مدد دیتی ہے، تحقیق سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ صحت مند انسان کا تیز چلنا اس کے دل اور پھیپھڑوں کے لئے نہایت مفید اور امراض قلب کے لئے تریاق کا درجہ رکھتا ہے۔

یاد رکھئے! صحت وتندرستی اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں سے ایک ہے اور یہ انسان کی بنیادی ضرورت بھی ہے، ذہنی وجسمانی طور پر صحت مند انسان ہی معاشرہ کی بھلائی کیلئے بہترین صلاحیتوں کو بروئے کار لاسکتا ہے، اس کے برعکس ایک بیمار اور کاہل انسان سے کسی تعمیری فکر یا سرگرمی کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ پہلے لوگ اپنی صحت کے بارے میں کافی حساس اور محتاط رہتے تھے جبکہ آج کا انسان اپنی مصروفیات اور گوناگوں مشاغل کے باعث صحت جیسے اہم مسئلے سے لاپرواہی برت رہے ہیں، پھر آلودہ فضا، ناقص خوراک اور ڈپیریشن نے بھی انسانی صحت پر بہت اثر ڈالا ہے، ان سب کے باوجود انسان چاہے تو اپنی صحت کے بارے میں فکرمند ہوکر اور حفظان صحت کا لحاظ رکھ کر ایک صحت مند گھرانے اور معاشرہ کی بنیاد رکھ سکتا ہے، صحت ایک ایسی دولت ہے جو صرف توجہ اور احتیاط چاہتی ہے۔

ہفتہ رفتہ — ہفتہ رفتہ — ہفتہ رفتہ — ہفتہ رفتہ — ہفتہ رفتہ

راشد العزیری ندوی

حضرت مولانا محمد اسلم قاسمی کے سانحۂ ارتحال پر امارت شرعیہ میں تعزیتی نشست

دارالعلوم وقف دیوبند کے موقر استاذ اور حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب کے خلف الرشید متکلم اسلام حضرت مولانا محمد اسلم قاسمی صاحب مورخہ ۱۳/نومبر ۲۰۱۷ء مطابق ۲۳/صفر المظفر ۱۴۳۹ھ روز دوشنبہ کو صبح دس بجے انتقال فرما گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون، ان کی عمر ۸۷/سال کے قریب تھی۔ ان کے سانحۂ ارتحال پر دفتر امارت شرعیہ میں ایک تعزیتی نشست میٹنگ روم میں منعقد ہوئی، جس میں ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی صاحب نے اظہار تعزیت کرتے ہوئے فرمایا کہ مولانا ایک ممتاز عالم دین اور صاحب بصیرت بزرگ تھے، انہوں نے ایک عرصے تک دارالعلوم وقف میں صحاح ستہ کا درس دیا، ان کا درس طلبہ میں بے حد مقبول تھا، بلاشبہ ان کی وفات سے ایک بڑا علمی خلاء پیدا ہوگیا ہے، نائب ناظم مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب نے کہا کہ مولانا ایک عرصے تک دارالعلوم کے ناظم برقیات رہے، اس کے بعد جب دارالعلوم وقف کا قیام عمل میں آیا تو درس وتدریس سے منسلک ہوئے اور ایک کامیاب معلم و مدرس کی حیثیت سے ہر دل عزیز رہے۔ سیرت پر بہت ہی جامع تقریر فرماتے، اردو ترجمہ سیرت حلبیہ ان کی سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عشق ومحبت کی دلیل ہے۔ ادھر ایک سال سے صاحب فراش تھے وقت موعود آپہونچا اور اللہ کو پیارے ہوگئے، مولانا مفتی سہیل احمد قاسمی صاحب نے کہا کہ مولانا بڑے خاکسار، سادگی پسند اور قناعت شعار عالم دین تھے، خلوص وللّٰہیت کا نمونہ اور شہرت جاہ سے کوسوں دور تھے، نائب ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی نے کہا کہ مولانا ایک عظیم خانوادے کے چشم و چراغ تھے، انہوں نے انتظامی اور تدریسی تجربات کا لمبا عرصہ گذارا، افسوس ہے کہ ہم ان کے انتقال سے ان کے انتظامی وتدریسی تجربات سے استفادہ سے محروم ہوگئے۔ مولانا امام الدین قاسمی صاحب نے کہا کہ مولانا مرحوم میرے شفیق استاذ تھے، میں نے ان سے حدیث کی کئی کتابیں پڑھیں، ان کے درس کا انداز بہت نرالا ہوتا، ہم طلبہ میں نہ اکتاہٹ پیدا ہوتی اور نہ بے توجہی کا احساس پیدا ہوتا۔ قاضی شریعت امارت شرعیہ حضرت مولانا عبدالجلیل قاسمی صاحب نے مولانا کے انتقال پر گہرے صدمے کا اظہار کرتے ہوئے اجتماعی طور پر دعائے مغفرت کرائی اس تعزیتی نشست میں ان حضرات کے علاوہ مولانا رضوان احمد ندوی، مولانا محمد ابوالکلام شمسی، مولانا مفتی سعید الرحمٰن قاسمی، مولانا مطیع الرحمٰن شمسی، مولانا ممتاز احمد، مولانا منعام الدین رحمانی، مولانا مفتی وصی احمد قاسمی، مولانا سہیل اختر قاسمی، مولانا قمر انیس قاسمی، مولانا مجیب الرحمٰن قاسمی دربھنگوی، مولانا مجیب الرحمٰن قاسمی بھاگل پوری، مولانا حسین احمد قاسمی جناب سمیع الحق صاحب، جناب مرزا حسین بیگ، مولانا جمال الدین قاسمی، جناب خواجہ مشرف علی، مولانا احتکام الحق قاسمی، مولانا مرسل احمد صاحب، مولانا محبوب رحمانی ندوی، جناب سید خبیب صاحب، مولانا راشد العزیری وغیرہ کے علاوہ کارکنان امارت شرعیہ، اور طلبہ تربیت قضاء کی بڑی تعداد موجود تھی۔

مدرسہ چشمۂ فیض ململ میں آل متھلا نچل مسابقۃ القرآن کا انعقاد

مدرسہ چشمۂ فیض ململ میں آل متھلانچل مسابقۃ القرآن الکریم کے موقع پر اجلاس عام سے خطاب کرتے ہوئے حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم نے اپنے صدارتی خطاب میں فرمایا کہ اس وقت پوری دنیا میں مسابقوں کا دور ہے، جس میں دنیا کی مختلف قوموں کے افراد حصہ لے کر اپنی اہمیت وحیثیت کا احساس دلا رہے ہیں، لیکن اس وقت آپ حضرات جس مسابقہ کے پروگرام میں موجود ہیں، اس کا رشتہ قرآن کریم سے ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جس تحریک اور پیغام کا رشتہ اللہ کے کلام سے ہو، اس میں اللہ کی نصرت کو خاص دخل ہوتا ہے، مسابقوں کے پروگرام سے طلبہ کی اندرونی صلاحیت پوری طرح ابھر کر سامنے آتی ہے۔ ساتھ ہی قرآن کی نسبت سے کسی بھی پروگرام کا انعقاد دینی خدمت انجام دینے والوں کی ہمت افزائی کا ذریعہ ہے۔ علم وادب کی بستی ململ کی تاریخی سرزمین پر مدرسہ چشمۂ فیض کے زیراہتمام منعقدیہ دوروزہ عظیم الشان مسابقۃ القرآن کریم شاندار کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا، جلسہ کی صدارت امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم نے فرمائی، جبکہ سرپرستی مولانا قاسم صاحب مظفرپوری قاضی شریعت امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ نے فرمائی، معروف عالم دین اور ممبر پارلیامنٹ مولانا اسرار الحق قاسمی رکن شوریٰ دارالعلوم دیوبند، مولانا عبدالخالق ندوی، مفتی عمر عابدین استاذ المعہد العالی اسلامی حیدرآباد، مولانا رضوان الدین معروفی شیخ الحدیث جامعہ اشاعت العلوم اکل کنواں، مولانا نجیب الحسن ندوی نے بھی اجلاس سے خطاب فرمایا۔ مسابقہ میں شریک ۲۴۷ طلبہ میں سے ۲۰ طلبہ کو امتیازی نمبرات سے کامیاب ہونے پر گراں قدر انعامات سے نوازا گیا، اس موقعہ پر جامعہ اشاعت العلوم اکل کنواں کو اہم قرآنی خدمات کے لیے حکیم الاسلام ایوارڈ، جامعہ رحمانی کو جدید اعلیٰ تکنیکی تعلیم کی خدمات کے اعتراف میں مولانا ابوالحسن علی ندوی ایوارڈ، امارت شرعیہ کو مولانا سجاد ایوارڈ، اسلامک فقہ اکیڈمی کو مولانا منت اللہ رحمانی ایوارڈ اور المعہد العالی اسلامی حیدرآباد کو قاضی مجاہد الاسلام ایوارڈ سے بھی نوازا گیا۔ اس اجلاس کو کامیاب بنانے میں مولانا وصی احمد صدیقی مہتمم مدرسہ چشمۂ فیض ململ، مولانا فاتح اقبال ندوی اور بصیرت آن لائن کے ایڈیٹر مولانا غفران ساجد قاسمی کی جد وجہد اور مخلصانہ کاوشوں کا اہم کردار رہا۔ اجلاس کی کارروائی قاری نظام الدین استاذ جامعہ رحمانی مونگیر کی تلاوت سے شروع ہوئی، قاری جابر حسین نے نعتیہ کلام پیش کیا، اخیر میں مولانا محمد قاسم مظفرپوری کی دعا پر اجلاس کا اختتام ہوا۔

eeb\Naqueeb Final Copies From 25 septmeber to 25 December2017\20.11.2017 Naqueeb.inp 07/04/39 12:10 & PAGE 10 (1,1)

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

قرآن پر عمل ہی دونوں جہاں کی کامیابی کا ضامن: حضرت امیر شریعت

قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتابوں میں سب سے عظیم کتاب ہے، اس کتاب کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کوزندگی گذارنے کا مکمل ضابطہ عطا کیا ہے، جس کسی نے بھی اس کتاب کو اپنی زندگی میں شامل کرلیا، وہ دونوں جہان میں کامیاب ہے، ان خیالات کا اظہار مفکر اسلام حضرت امیر شریعت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ العالی نے مدرسہ فیض منت ہر شنکر پور بگھونی، ضلع سمستی پور میں منعقد ایک عظیم الشان اجلاس دستار بندی واصلاح معاشرہ میں کیا۔ آپ نے فرمایا کہ قرآن کریم کو یاد کرنا اور اسے حفظ کرنا ہر آدمی کے بس کی بات نہیں ہے، حافظ قرآن ہونے کا شرف اسی کو حاصل ہوتا ہے، جسے رب کائنات اس کام کے لیے منتخب کرلیتے ہیں، اللہ نے قرآن پاک کی حفاظت کی ذمہ داری خود لی ہے اور اسکی حفاظت کا پورا انتظام بھی قائم کررکھا ہے، نماز کے اندر قرآن پڑھنا اور حافظ قرآن کا تیار ہونا اسی کی ایک کڑی ہے، آپ نے فرمایا کہ حافظ قرآن کا مقام بہت بڑا ہے، یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے مخصوص کام کے لیے منتخب کرلیا ہے، قیامت کے دن جب نفسی نفسی کا عالم ہوگا، ہر کوئی حساب وکتاب کی فکر میں الجھا ہوگا، اس وقت اللہ پاک کچھ لوگوں کو سفارش کا موقع دیں گے، ایسے موقع پر حافظ قرآن کو بھی دس جہنمیوں کی سفارش کا حق ملے گا، کتنے بڑے شرف اور عظمت کی بات ہے، اسی لیے اس اجلاس میں شریک ہر مسلمان یہ عہد کرے کہ ہر گھر سے ایک حافظ قرآن تیار ہوگا، آپ نے فرمایا کہ حافظ قرآن کے والدین کا بھی اللہ پاک نے بڑا رتبہ رکھا ہے، جن لوگوں نے اپنے بچوں کو حافظ بنایا، کل قیامت کے دن اللہ اسے ایسا تاج پہنائیں گے کہ اس کی چمک سورج کی چمک کو ماند کردے گی۔ اس اجلاس میں آپ نے عوام و خواص کو معاشرتی اصلاح کی طرف بھی متوجہ کیا۔ اس کے علاوہ حضرت والا نے کھگڑیا، بیگوسرائے، سمستی پور اور مدھوبنی میں منعقد کئی اہم اجلاس کو خطاب فرمایا اور حالات کے پس منظر میں مسلمانوں کو ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کرتے ہوئے اپنی زندگی، اپنے گھر اور اپنے معاشرہ کو اسلامی تعلیمات کے سانچے میں ڈھالنے کی تلقین فرمائی، آپ نے بہت واضح الفاظ میں فرمایا کہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی طرف سے اس بات کی اپیل کی گئی ہے کہ اصلاح معاشرہ کی تحریک کو آگے بڑھایا جائے، اس کے لیے گاؤں گاؤں اور شہر شہر کی سطح پر عملی کوششیں کی جائیں، ہم عملی طور پر مضبوط ہوں گے تو ان شاءاللہ باہر کی سازش ہم کو نقصان نہیں پہونچا سکتی۔

مسلم پرسنل لا بورڈ کا ۲۶واں اجلاس حیدرآباد میں

شہر حیدرآباد میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا ۲۶واں اجلاس آئندہ سال ۹، ۱۰، ۱۱/فروری کو منعقد ہوگا، ممتاز عمائدین ملت اور نمائندہ شخصیتوں پر مشتمل ایک مجلس استقبالیہ تشکیل دی گئی، مجلس استقبالیہ کا اجلاس ۱۸/نومبر کو حیدرآباد میں ہوا، جس میں تمام پروگراموں کو حتمی شکل دی گئی، ملک کے موجودہ حالات کے تناظر میں حیدرآباد کے اس اجلاس کو کافی اہمیت حاصل ہوگئی ہے، کیوں کہ بورڈ کے اس اجلاس عام میں ملت اسلامیہ کے اہم عائلی مسائل پر نہ صرف وسیع پیمانے پر غور کیا جائے گا بلکہ ان کے حل کے لئے حکمت عملی طے کی جائے گی، توقع ہے کہ اجلاس میں کئی اہم فیصلے لئے جائیں گے۔ بورڈ کی جانب سے اراکین ومدعوئین کو دعوت نامہ ارسال کردیا گیا ہے۔

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کا ستائیسواں فقہی سیمینار عروس البلاد ممبئی میں

اسلامک فقہ اکیڈمی دہلی کا ستائیسواں فقہی سیمینار ۲۵/۲۶/۲۷/نومبر ۲۰۱۷ء کو عروس البلاد ممبئی میں منعقد ہورہا ہے، جس میں ہندوستان کے مفتیان کرام اور ماہرین فقہ وفتاویٰ کے علاوہ سعودی عرب، کویت، قطر، بحرین، افغانستان، ایران اور ترکی سے بھی وفود کی آمد متوقع ہے، اس سیمینار کے لیے جو مرکزی عناوین طے کیے گئے ہیں، ان میں حیوانات کے حقوق، مکانات کی خرید وفروخت، عصری تعلیمی ادارے، طلاق اور اس سے پیدا ہونے والے سماجی مسائل شامل ہیں۔ یہ سارے موضوعات اپنے آپ میں اہم بھی ہیں اور عصری تقاضوں سے ہم آہنگ بھی، اکیڈمی کے ذمہ داروں نے اپنے بیان میں بتایا کہ اجلاس کی میزبانی اہالیان ممبئی نے قبول کی ہے، اور پورے اہتمام کے ساتھ اجلاس کی تیاری کا کام جاری ہے، ان شاءاللہ یہ سیمینار ہر طرح بامقصد اور کامیاب رہے گا اور مذکورہ موضوعات پر سیر حاصل گفتگو ہوگی اور ان سے متعلق تحقیقی مقالات کی روشنی میں اہم فیصلے سامنے آئیں گے۔

حج ۲۰۱۸ء کے لیے فارم بھرنے کا سلسلہ شروع، آخری تاریخ ۷/دسمبر کو

حج ۱۴۳۹ مطابق ۲۰۱۸ء کے لیے حج فارم بھرنے کا سلسلہ ۱۵/نومبر ۲۰۱۷ء سے شروع ہوگیا ہے، جو ۷/دسمبر ۲۰۱۷ء تک جاری رہے گا، حج کا فارم حج کمیٹی کی ویب سائٹ hajcommittee.gov.in سے بھی ڈاؤن لوڈ کیا جاسکتا ہے، ریاستی حج کمیٹی کے ذریعہ تمام اضلاع میں حج فارم پہونچانے کی کوشش ہورہی ہے، امید ہے کہ ایک دو روز میں سبھی ضلعوں میں حج فارم دستیاب ہوجائے گا۔ حج فارم بہار ریاستی حج کمیٹی، دیگر دینی وملی اداروں کے دفاتر، ہر ضلع میں ڈسٹرکٹ مائنورٹی ویلفیر آفیسر کے دفتر اور حج سے متعلق ضلع کے ذمہ دار حضرات سے رجوع کر کے مفت حاصل کیا جاسکتا ہے۔ بہار ریاستی حج کمیٹی کی جانب سے مظفر پور، دربھنگہ، سیتامڑھی، ارریہ، پورنیہ، بھاگل پور، گیا، کشن گنج، مغربی چمپارن، کٹیہار، مونگیر اور بکسر میں ڈسٹرکٹ مائنورٹی ویلفئر آفیسر کے دفتر میں خصوصی ضلعی معاون حج کیمپ کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا ہے، حج کمیٹی نے تمام عازمین سے اپیل کی ہے کہ فارم بھرتے وقت امبارکیشن پوائنٹ کے کالم میں ''گیا امبارکیشن پوائنٹ'' کو ہی اولین ترجیح دیں اور رہائش کے سلسلہ میں گرین کیٹگری کے بجائے عزیزیہ کیٹگری کو ترجیح دیں، اس کے علاوہ تمام عازمین حج اپنے کور میں اپنے رشتہ داروں اور قریبی متعلقین کے علاوہ کسی دوسرے کو شامل نہ کریں۔ کور جتنا چھوٹا ہوا اتنا ہی بہتر ہے۔ حج کے خواہش مند وہ افراد جن کے پاس پاسپورٹ نہیں ہے، جلد از جلد پاسپورٹ بنوانے کا عمل شروع کردیں، واضح ہو کہ عازمین حج کے لیے پہلی شرط یہ ہے کہ ان کے پاس ۷/دسمبر ۲۰۱۷ء یا اس سے قبل جاری کردہ پاسپورٹ موجود ہو۔ اس لیے پہلی فرصت میں پاسپورٹ فارم آن لائن بھر کے حج کمیٹی کے دفتر سے سفارشی خط حاصل کرلیں، اس سے پاسپورٹ آفس سے دیے گئے معینہ وقت سے پہلے ہی دستاویز کی توثیق کا کام ہوجائے گا، اس کے بعد فائل انکوائری کی کاپی بھی حج کمیٹی کے دفتر میں بھیج دیں، اس سے پولیس انکوائری کے مرحلہ میں بھی عازمین حج کی مدد کی جاسکے گی۔

سیرت نبوی ﷺ کے راستے پر چل کر ہی انسانیت کی فلاح ممکن: ناظم امارت شرعیہ

ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت اور آج کے ماحول میں اس کی ضرورت کو بیان کرتے ہوئے اپنے ایک اخباری بیان میں فرمایا کہ ربیع الاول کا مہینہ شروع ہونے والا ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے جس میں رسول اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ساری انسانیت وعالم کے لیے رحمت بن کر تشریف لائے، آپ کی ولادت ۹/ربیع الاول مطابق ۲/اپریل ۵۷۰ء کو مکہ میں ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری دنیا کو ہدایت، امن، سکون اور محبت وانصاف کا راستہ دکھایا۔ دنیا کی ساری ناانصافیوں، ظلم وستم اور نفرت وعداوت کا خاتمہ کیا۔ ربیع الاول کے اس مبارک مہینہ کا تقاضا ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور آپ کی تعلیمات کو یاد کریں اور ان پر عمل پیرا ہونے کا عزم مصمم کریں۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انسانوں کو حسن اخلاق، آپسی بھائی چارہ، تمام انسانوں سے محبت، رشتہ داروں، پڑوسیوں اور اللہ کے تمام بندوں سے بلاتفریق مذہب وملت محبت کرنے کا جھگڑا فساد اور قتل وغارت گری سے دور رہنے کا پیغام دیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات ایسی ہیں کہ ان پر عمل کرنے سے یہ دنیا امن وسکون کا گہوارہ بن جائے گی۔ ہم سب کو چاہئے کہ آپ صلی اللہ علیہ کی سیرت اور آپ کی احادیث کو پڑھیں، ان کو یاد کریں، ان پر عمل کریں اور جہاں تک ہوسکے اپنے بھائیوں، دوستوں، گھر والوں اور متعلقین تک پہونچانے کی کوشش کریں، غیر مسلم بھائیوں تک بھی زیادہ سے زیادہ تعداد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو پہونچائیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا تذکرہ کرتے ہوئے ناظم صاحب نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس دنیا سے اٹھالئے جانے کے بعد تقریباً چھ صدی تک دنیا گمراہی اور ضلالت میں مبتلاء تھی، اللہ کے سوا کوئی ایسی چیز باقی نہیں تھی جس کو معبود کا درجہ نہ دیا گیا ہو، دنیا کی اس عام گمراہی کے خاتمہ کے لیے اللہ رب العزت نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک جامع اور مکمل شریعت دے کر بھیجا اور آپ کی ذات اور سیرت کو روشن بنایا، تاکہ آپ ہر طبقہ اور سماج کے انسانوں کی ہدایت کے لیے جامع بن سکیں۔ اسی لیے نہ صرف یہ کہ آپ کی تئیس سالہ نبوی زندگی کے خلوت وجلوت، معاشرت وسیاست اور سفر وحضر کے واقعات محفوظ ہیں، بلکہ نبوت سے پہلے کی زندگی کے حالات بھی روشن دن کی طرح ہیں، جس کا کوئی پہلو نگاہوں سے اوجھل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خلق عظیم عطا کیا تھا اور آپ سارے عالم کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گیے۔ حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اخلاق اعلیٰ اور عظیم ہیں اور انسانی فطرت کے مطابق ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اخلاقیات کی تکمیل کو رضائے الٰہی اور آخرت کی کامیابی کا ذریعہ بتاتے ہوئے اپنے بارے میں فرمایا ہے، میں اخلاق حسنہ کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات کیا ہیں کس طرح آپ رہتے تھے، اس کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ خوش گوار، خوش مزاج رہتے تھے، اخلاق کریمانہ کے حامل تھے بہت آسانی سے دوسروں کی طرف توجہ فرماتے تھے، سخت دل اور ترش رو نہ تھے، چیختے چلاتے نہ تھے، برے اور بے حیا نہ تھے، کسی کی عیب جوئی نہ کرتے تھے اور نہ بخیل وکنجوس تھے جس چیز کو ناپسند کرتے تھے اس سے پرہیز کرتے تھے، مگر پیش کش کرنے والوں کو اپنے کرم سے مایوس نہیں کرتے تھے اور نہ اس کا وعدہ کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشرتی اور گھریلو زندگی بھی اعلیٰ نمونہ تھی، جب آپ گھر میں آتے تو اپنی ازواج کے ساتھ الفت ومحبت اور خوش اخلاقی سے پیش آتے تھے، ان کی حقوق کی ادائیگی اور عدل وانصاف میں بے حد احتیاط رکھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم میں وہ شخص اچھا ہے جو اپنے اہل وعیال کے لیے بہتر ہو اور میں تم میں سب سے بہتر ہوں اپنے اہل وعیال کے لیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اقارب اور رشتہ داروں کا بھی بے حد خیال رکھتے تھے، سب سے پہلے دین کی دعوت بھی ان کو دیتے اور راہ حق کی طرف ان کو بلاتے۔ آپ کی سیرت تمام انسانوں سے محبت، ان کی خدمت اور حاجت روائی کی ہے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عام لوگوں کے راستہ تنگ رکھنے اور اس کو گندہ کرنے سے بھی منع فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سماج کے کمزور افراد، بچوں، عورتوں، مزدور، غلام، ضعیف، اپاہج، مسکین، یتیم، بیمار اور پریشان حال افراد کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کی اور عملی طور پر ان کے ساتھ بہتر برتاؤ کر کے تمام انسانوں کے لیے نمونہ بنے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کا تقاضہ ہے کہ آپ کی مکمل اطاعت کی جائے، اور آپ کی سیرت پر مکمل عمل کیا جائے اسی سے دنیا میں امن وامان پیدا ہوگا اور یہ سماج اور معاشرہ خوشحال بھی بنے گا اور دنیا پیار ومحبت کا گہوارہ بنے گی۔ ہمیں اس مہینہ کا استقبال آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو عام کرنے کے لیے کرنا چاہئے اس کے لیے درج ذیل طریقے اپنائے جاسکتے ہیں!

(۱) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ سے متعلق مختلف واقعات خاص طور پر انسانی حقوق، امن وسکون، تحمل و رواداری اور عورتوں وبچوں کے حقوق وغیرہ سے متعلق امور اور ان سے حاصل ہونے والے نتائج اور اثرات پر جلسے، سیمینار، سمپوزیم کا انعقاد کیا جائے اور غیر مسلم بھائیوں کو بھی اس میں مدعو کیا جائے۔ (۲) سیرت کے موضوع پر چھوٹے چھوٹے کتابچے اردو، ہندی اور انگریزی میں چھپوا کر مسلم وغیر مسلم بھائیوں تک پہونچایا جائے اور مطالعہ کے بعد منعقد کسی مجلس میں ان کو مدعو کر کے حیات مبارکہ پر بولنے کا موقع دیا جائے۔ (۳) سوشل سائٹس اور نیٹ ورک کا بھی استعمال کیا جائے اور اسلام کی صحیح اور سچی تعلیمات کو اس کے ذریعہ لوگوں تک پہونچایا جائے۔ اگر کوئی منفی بیان ہے تو اس کا بھی جائزہ لیا جائے اور توازن، اعتدال اور مثبت اسلوب میں اس کا جواب دیا جائے۔ (۴) علماء وائمہ جمعہ ودیگر مجلسوں میں اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ پر موثر تقریریں کریں، تاکہ مسلمان اپنی زندگی کو نبوی سانچے میں ڈھالنے کی سعی کریں اور ان کے اندر داعیانہ کردار پیدا ہوسکے۔ (۵) موجودہ حالات میں مدارس، مکاتب، اسکول اور مختلف اداروں کے ذمہ داروں سے بھی اپیل کرنی چاہئے کہ سیرت کے موضوع پر پروگرام منعقد کریں اور طلبہ وطالبات اس موضوع پر تیاری کر کے تقریر کریں۔ (۶) ملک کے مختلف جریدوں اور اخبارات ورسائل میں سیرت پاک کے مختلف گوشوں پر مضامین شائع کرائیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کریں۔ بہتر ہوگا کہ وہ سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر خصوصی شمارہ شائع کریں، جس میں موجودہ دور کے مسائل عدم رواداری اور تشدد کی جگہ تحمل وامن کے نبوی ارشادات اور واقعات کو پیش کریں۔

بقیـــــات

(بقیہ اللہ ہی اللہ)

آپ کی جیب کبھی نہیں کٹی، موبائل غائب نہیں ہوا، تو آپ کو لگتا ہے کہ یہ سب ہماری بیدار مغزی کے نتیجے میں ہوا، لیکن جب اللہ ضائع کرنا چاہتا ہے تو جیب کی سلائی کھل جاتی ہے روپے اور موبائل گر جاتے ہیں اور آپ کو پتہ بھی نہیں چلتا، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ساری بیدار مغزی کے باوجود روپے آپ نے جیب میں رکھے تھے؛ لیکن وہ جیب میں جانے کے بجائے باہر چلا گیا، اور بہت دور جا کر آپ کو پتہ چلتا ہے کہ روپیہ غائب ہو گیا، لیکن جب اللہ بچانا چاہتا ہے تو طواف کرتے ہوئے موبائل گر جاتا ہے، بیٹری الگ اور خول الگ ہو جاتا ہے، بظاہر ملنے کی امید کچھ نہیں، لیکن وہ موبائل مکہ میں آپ کی رہائش گاہ تک پہونچ جاتا ہے، اسے آپ کیا کہیں گے۔

اس لیے ہم سب کو اچھی طرح یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ آسمان و زمین کا نور ہے، حاکمیت اور مالکیت اسی کی ہے، ہمیں اسباب کا پابند کیا گیا ہے، لیکن اسباب کو نتیجہ خیز وہی بناتا ہے، وہ چاہتا ہے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ سے صحیح سالم نکل آتے ہیں، حضرت اسماعیل کی گردن پر چلتی ہوئی چھری کام نہیں کرتی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پانی راستہ دیدیتا ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب و دار پر جا کر قیامت سے پہلے تک کی حیات پا لیتے ہیں، اسباب صرف ایک پردہ ہے، مشیت ایزی اس پردے کے پیچھے سے کام کرتی ہے اور کائنات کا نظام چلتا ہے، اس حقیقت کو کفار مکہ بھی تسلیم کرتے تھے کہ آسمان و زمین کی تخلیق اللہ نے کی ہے، وہ زمین کی شکست و ریخت کو وجود عالم کا سبب نہیں مانتے تھے، ڈائرکٹ اللہ کو اس کا خالق سمجھتے تھے۔

لیکن ہمارے یہاں اللہ کا نمبر بعد میں آتا ہے، علاج و معالجہ پر پوری توجہ دی جاتی ہے، یکے بعد دیگرے اسپتال اور نرسنگ ہوم بدلے جاتے ہیں، ساری توجہ ڈاکٹر کی تشخیص پر رہتی ہے، ماہر معالج کے دروازوں پر دستک دی جاتی ہے اور ان تمام مراحل میں بیش تر لوگوں کو اللہ یاد ہی نہیں آتا، شفایابی کہیں سے نہیں ہوئی، مریض مرجاتا ہے یا ڈاکٹر جواب دیدیتا ہے تو ہم چلتا ہوا جملہ کہتے ہیں کہ ''اللہ کی مرضی''، یہ اللہ کی مرضی کا خیال کب آتا ہے؟ جب ہماری تدبیریں ناکام ہو جاتی ہیں، اور ہم مایوسی کے شکار ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح جب ہم کسی شہر کا سفر کرتے ہیں، جاتے وقت کوئی پوچھتا ہے کہ کہاں ٹھہریں گے تو ہمارا جواب ہوتا ہے کہ میرا بھائی وہاں رہتا ہے، پوچھنے والا کہتا ہے اگر وہ نہ ملیں تو پھر ہم دوسرا کوئی نام لیتے ہیں، یہ سلسلہ دراز ہوتا جاتا ہے اور پوچھنے والا خاموش نہیں ہوتا تو ہم کہتے ہیں کہ ''آگے اللہ مالک ہے''، اللہ کا نام سارے ظاہری دروازے بند ہونے کے بعد آتا ہے۔ اس مضمون کا خلاصہ قطعاً یہ نہیں ہے کہ ہم اسباب کی طرف سے آنکھیں بند کر لیں، اسباب ضرور اختیار کرنے چاہیے، لیکن کامیابی کے لئے نگاہ اسباب پر نہیں، مسبب الاسباب پر ہونی چاہیے ''کار'' پر نہیں کارساز پر رہنی چاہیے، یہ صفت ہمارے اندر ہوگی تو ہر کام کے کرتے وقت دل و دماغ اللہ کی طرف لگا ہوگا، اور ہماری زبان پر ہر وقت اللہ ہی اللہ جاری رہے گا۔

(بقیہ اداریہ)

اس کا مطلب یہ ہے کہ رشوت دینے اور لینے والا دونوں گنہگار ہے، اگر دینے والا اپنی حرکت سے باز آئے اور ایسا ماحول بنائے کہ رشوت خور بچ نہ پائے تو رشوت کی گرم بازاری پر قابو پایا جا سکتا ہے؛ اسی لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت دینے اور لینے والے دونوں کے سلسلہ میں جہنم کی خوش خبری سنائی ہے، **الراشی والمرتشی کلاھما فی النار** بدقسمتی کی بات ہے کہ لوگوں کے دلوں میں رشوت کی بُرائی کا احساس باقی نہیں ہے، اب تو اسے دفاتر میں ''سُوِیدھا شلک'' یعنی آسانی بہم پہونچانے کی فیس سے تعبیر کیا جاتا ہے، رشوت ایک سماجی لعنت ہے، نام چاہے اسے جو دے لیں، عام لوگوں کا کام اس کی وجہ سے دشوار تر ہو جاتا ہے، دوسری طرف یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ سرکاری افسران جن لوگوں سے خار کھائے بیٹھے رہتے ہیں، اگر رشوت نہ ملے تو جائز کام بھی نہیں کر کے دیتے ہیں۔

یقیناً ایمان دار اور اچھے لوگوں سے دنیا ابھی خالی نہیں ہوئی ہے، لیکن یہ ایمان دار افسر اور کلرک کام کرنے کے سلسلے میں بڑے سست واقع ہوتے ہیں، بدعنوان افسروں کے ٹیبل پر رشوت فائلوں کو دوڑا دیتی ہے، لیکن ایمان دار افسر کے ٹیبل پر فائل کو رینگنے میں کبھی کبھی مہینوں لگ جاتے ہیں، رشوت نہ لینا ایک اچھی عادت ہے، لیکن کام میں تاخیر کرنا بُری عادت ہے، اس سے بھی بچنے کی ضرورت ہے۔

(بقیہ مولانا اسلم قاسمی)

ترجمہ کی خشکی اس میں نہیں پائی جاتی، اور قاری کو دوران مطالعہ اکتاہٹ کا احساس نہیں ہوتا، اس کے علاوہ مولانا نے امام رازی کی تفسیر کبیر کا ترجمہ بھی کیا، جو چھپ چکی ہے۔ مولانا کو اللہ تعالیٰ نے شعر و شاعری کا ذوق بھی عطا کیا تھا، انہوں نے تمام اصناف سخن میں طبع آزمائی کی، لیکن اپنے نامور والد حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ کی طرح یہ ان کا مشغلہ نہیں تھا، کبھی کبھی جب مضامین ابلنے لگتے تو اشعار میں ڈھل جاتے، بقول شاعر: کچھ شاعری ذریعۂ عزت نہیں رہی۔

مولانا کا انتقال عظیم ملی نقصان ہے، ان کے جانے سے درس و تدریس، تصنیف و تالیف اور وعظ و خطابت کے میدان میں جو خلا پیدا ہوا ہے، اسے دور تک اور دیر تک محسوس کیا جائے گا، اللہ کی ذات عظیم ہے، صدمہ وہی دیتا ہے اور دور بھی وہی کرتا ہے، اس سلسلۃ الذہب کی آخری کڑی حضرت مولانا محمد سالم صاحب دامت برکاتہم باقی رہ گیے ہیں، ہمیں ان کی صحت و سلامتی اور درازی عمر کی دعا کرنی چاہیے۔

میں اس موقع سے مولانا کے پس ماندگان مولانا محمد فاروق مولانا ہشام اور ان کی صاحبزادی کے لیے صبر و استقامت اور حضرت مولانا کے لیے مغفرت کی دعا کرتا ہوں، مولانا کی جدائی کا غم ان کے خانوادۂ کو تو ہے ہی، بہت سارے ان کے شاگرد، خانوادۂ قاسمی کے متعلقین اور متوسلین بھی اس غم میں برابر کے شریک ہیں۔

صفحہ ۱۲/ کا بقیہ(مسلمانوں کی تعلیمی، سماجی اور معاشی..........) مولانا مفتی وصی احمد قاسمی نائب قاضی شریعت امارت شرعیہ نے اسلام کے نظام زکواۃ و صدقات کی وضاحت کرتے ہوئے بیت المال امارت شرعیہ کو مستحکم کرنے پر توجہ دلائی، مولانا محمد عالم قاسمی امام و خطیب جامع مسجد دریاپور پٹنہ نے نقباء امارت شرعیہ سے اپنے اپنے علاقہ میں اصلاحی اجتماعات کرنے پر توجہ دلائی، جناب نجم الحسن نجمی صاحب نے بچوں کے لیے دینی و عصری تعلیم کو فروغ دینے کے ساتھ ساتھ اخلاقی تربیت کو بھی بلند کرنے پر توجہ دلائی۔ مولانا منہاج عالم ندوی شعبہ دعوت و تبلیغ امارت شرعیہ نے کہا کہ ہمیں اسلام کی صحیح تعلیمات کو برادران وطن تک بھی پہونچانے کی ضرورت ہے، ہمیں مسجدوں سے نکل کر اب وحدانیت کے پیغام کو مٹھوں اور مندروں میں بھی عام کرنا ہوگا۔ اس موقع پر مولانا محمد عادل فریدی شعبۂ نظامت امارت شرعیہ اور مولانا محمد راشد العزیزی ندوی نے پروجیکٹر کی مدد سے ضلع پٹنہ کی سماجی، تعلیمی و مذہبی و معاشرتی صورت حال کا ڈاٹا اور جرائم کا گوشوارہ پیش کیا، جب لوگوں کے سامنے پٹنہ میں گھریلو تشدد، قتل و غارت گری اور جرائم کا ڈاٹا پیش ہوا تو لوگوں کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں اور حیرت میں پڑ گئے، صرف جنوری ۲۰۱۶ء سے ستمبر ۲۰۱۶ء تک نو مہینے میں 27403 جرائم کے واقعات صرف ضلع پٹنہ میں درج ہوئے۔ اعداد و شمار کے مطابق گذشتہ پانچ سالوں میں گھریلو تشدد، اغوا، عورتوں پر ظلم اور، جہیز کے لیے قتل اور عصمت دری جیسے سنگین جرائم میں کئی گنا اضافہ ہوا ہے، اور ہر سال یہ تعداد پچھلے سالوں کے مقابلہ میں بڑھتی جا رہی ہے، جو ہم سب کے لیے لمحۂ فکریہ ہے، ہمیں ان جرائم کے اسباب کا پتہ لگا کر اس کے سدباب کی اور معاشرہ کو ان برائیوں سے پاک کرنے کے لیے محنت کرنے کی ضرورت ہے۔ امارت شرعیہ کے نائب ناظم اور شعبۂ تبلیغ و تنظیم کے ذمہ دار اور اجلاس کے کنوینر و ناظم مولانا مفتی محمد سہراب ندوی صاحب نے خیر مقدمی کلمات میں نقباء امارت شرعیہ کو ان کی ذمہ داریوں سے روشناس کرایا اور کہا کہ اسلام کا پیغام دعوت کے ذریعہ بھی پھیلا اور کردار و عمل کے ذریعہ بھی، انہوں نے اس موقع پر ضلع پٹنہ کے تمام بلاکوں کے لیے رئیس النقباء اور ان کے نائبین کے ناموں کا اعلان بھی کیا، جس کی اجلاس کی طرف سے تائید کی گئی۔ اجلاس کا آغاز مولانا جمال الدین صاحب استاذ قاضی نور الحسن میموریل اسکول کی تلاوت کلام پاک سے ہوا، مولانا مفتی مجیب الرحمٰن قاسمی معاون قاضی امارت شرعیہ نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں نعت شریف کا نذرانہ پیش کیا۔ آخر میں صدر جلسہ ناظم امارت شرعیہ کی دعا پر اجلاس کا اختتام ہوا۔ اس اجلاس میں پٹنہ ضلع کے تمام بلاکوں سے آئے ہوئے نقباء، نائبین نقباء، ائمہ مساجد، سماجی و علمی شخصیات اور عمائدین شہر کی بڑی تعداد موجود تھی۔

صفحہ ۱۲/ کا بقیہ (منصوبہ بندی کے ساتھ کام کرنے ....) انہوں نے کہا امارت شرعیہ کا قیام ہی اکابر نے اسی لیے کیا کہ مغلیہ سلطنت کے زوال کے بعد امت کی اجتماعیت کا شیرازہ منتشر ہونے لگا تھا۔ انہوں نے امارت شرعیہ کے تمام شعبہ جات سے ہونے والے اہم کاموں سے بھی نقباء امارت شرعیہ کے اس مجمع کو واقف کرایا۔ دار القضاء کے نظام کا تعارف کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ امارت شرعیہ کا نظام قضاء ملک میں ہی نہیں بلکہ دنیا کے دیگر ممالک میں بھی قدر اور اعتماد کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے اور بغیر قوت نافذہ کے قوانین شریعت کے قیام کی بے نظیر مثال ہے۔ تحفظ مسلمین کے شعبہ کا تعارف کراتے ہوئے آپ نے کہا کہ امارت شرعیہ کے شعبہ تحفظ مسلمین کا بنیادی مقصد مسلمانوں کی جان و مال، دین و ایمان، عقیدے اور عزت و ناموس کی حفاظت ہے۔ ایسے نظریات، افکار اور عقائد جو اسلام کی بنیادی تعلیم کے خلاف ہیں ان سے تمام مسلمانوں کو بچانا امارت شرعیہ کے تحفظ مسلمین کے شعبہ کی بڑی ذمہ داری ہے۔ انہوں نے آج کے اجتماع کی غرض و غایت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ آج کا اجتماع نقباء کا اجتماع ہے اور نقباء کا تعلق امارت شرعیہ کے شعبۂ تنظیم سے ہے، امارت شرعیہ کے شعبۂ تنظیم کے ذریعہ مسلمانوں کو ایک اور نیک بن کر ایک امیر شریعت کے ماتحت ہو کر زندگی گذارنے اور کلمہ کی بنیاد پر متحد ہونے کی دعوت دی جاتی ہے۔ کلمہ ہی وہ واحد بنیاد ہے جس کی بنیاد پر پوری دنیا میں اتحاد پیدا کیا جا سکتا ہے، انہوں نے کہا کہ امارت شرعیہ کا نقیب اپنے علاقہ میں امیر شریعت کا نائب ہوتا ہے، اس لیے ملت کی تعمیر و ترقی اور اصلاح کی جتنی فکر امیر شریعت کو ہوتی ہے، اتنی ہی فکر ایک نقیب کو اپنے علاقے کے لیے ہونی چاہئے۔ پروگرام کے ناظم اور شعبۂ تبلیغ و تنظیم کے ذمہ دار مولانا مفتی سہراب ندوی صاحب نائب ناظم امارت شرعیہ نے اپنے خطاب میں نقباء کی ذمہ داریوں کو تفصیل سے بیان کیا اور کہا کہ یہ مجمع صرف تقریر سنانے کے لیے منعقد نہیں کیا گیا ہے، بلکہ یہ ایک مشاورتی نشست ہے جو لائحہ عمل بنانے، منصوبہ سازی کرنے اور کاموں کی ترتیب بنانے کا ہے، ہمیں اپنے قول و عمل کے ذریعہ اسلام کے صحیح پیغام کو امت تک پہونچانا ہے۔ آج کا پروگرام امارت شرعیہ کے بینر تلے منعقد ہو رہا ہے، امارت شرعیہ سو سالوں سے ہر میدان میں ملت کی رہنمائی کر رہی ہے، امارت شرعیہ کے اس تنظیمی ڈھانچے میں نقباء امارت شرعیہ بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں، انہیں کے ذریعہ امارت شرعیہ کا پیغام گھر گھر پہونچتا ہے، اس لیے نقیب کی بڑی ذمہ داری اور جواب دہی ہے۔ ہر شخص اپنی ذمہ داری اور جواب دہی کو سمجھے اور امارت شرعیہ کے پیغام کو عام کرنے میں اپنا کردار ادا کرے۔ نوجوان عالم دین اور شعبہ دعوت و تبلیغ امارت شرعیہ کے رکن مولانا منہاج عالم ندوی نے اپنے خطاب میں کہا کہ دلوں کا سکون اللہ اور اس کے رسول کی اتباع میں ہے، ہمیں پوری انسانیت کو اللہ اور اس کے رسول کی تعلیم کی طرف بلانا ہے اگر ہم نے دعوت کے کام کو پوری مضبوطی سے نہیں کیا تو اس کا انجام اچھا نہیں ہوگا۔ اس لیے ہم سب کو برادران وطن تک اسلام کی صحیح تعلیم کو پہونچانا چاہئے۔ اس مجمع سے حاضرین میں سے قاری شہرت صاحب، ڈاکٹر جمیل، قاری سمیع اللہ، مولانا طیب مظاہری، مولانا عاصم مظاہری، ماسٹر افضل صاحب، مولانا شہاب الدین اور ماسٹر جمیل صاحب نے بھی اظہار خیال کیا۔ کائنات انٹرنیشنل اسکول کے ڈائرکٹر اور پروگرام کے کنوینر جناب شکیل احمد کاکوی نے تمام مہمانوں، حاضرین اور علماء کرام کا شکریہ ادا کیا، ان کے تشکراتی کلمات کے بعد ناظم امارت شرعیہ کی دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا، اس موقع پر ضلع جہان آباد اور ارول کے تمام بلاکوں کے لیے رئیس النقباء اور نائب رئیس النقباء کا انتخاب بھی عمل میں آیا، پروگرام کے ناظم مولانا مفتی سہراب ندوی صاحب نے ان کے نام کا اعلان کیا، جس کی پورے مجمع کی جانب سے تائید کی گئی۔ اس اجلاس کو کامیاب اور با مقصد بنانے میں کائنات انٹرنیشنل اسکول کے تمام ذمہ داران، اساتذہ، طلبہ کے علاوہ مولانا ارشاد عالم رحمانی، مولانا محبوب رحمانی اور مولانا سعود اللہ رحمانی مبلغین امارت شرعیہ کا بڑا اہم رول رہا۔ اجلاس سے پہلے اسکول کے طلبہ و طالبات کی جانب سے سائنس اور آرٹ ایگزبیشن کا بھی انعقاد کیا گیا، جس میں طلبہ و طالبات نے اپنی کاریگری کا مظاہرہ مہمانوں کے سامنے کیا اور ویسٹ میٹریل کا استعمال کر کے بنائے گئے اپنے سائنسی آلات اور دست کاری کے ہنر کی نمائش کی

جلد نمبر 65/55 رشمارہ نمبر 45 پرنٹر پبلیشر سہیل احمد ندوی نے جی ایم آفیسٹ پریس دریاپور پٹنہ 9934188997 میں چھپوا کر ہفتہ وار نقیب امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ ۸۰۱۵۰۵ سے شائع کیا۔

WEEK ENDING 20/11/2017
فون نمبر 2555351,2555014,2555668 فیکس 0612-2555280
E-mail: nazimimaratshariah@gmail.com

وابستگی دین ہی طاقت تھی ہماری
افسوس وہی چیز اٹھی بزم جہاں سے
(فضیل ناصری عنبر)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND
THE NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-15-17
R.N.I.N.Delhi,Regd No-4136/61

مسلمانوں کی تعلیمی، سماجی اور معاشی بہتری کے لیے ملت کے سنجیدہ طبقے کو آگے آنا ہوگا: ناظم امارت شرعیہ

پٹنہ ضلع کے نقباء امارت شرعیہ کے اجلاس میں علماء کرام کا اظہار خیال

ملت کے اندر مقاصد میں اتحاد و ہم آہنگی پائی جاتی ہے، ہاں طریقۂ کار میں اختلاف ہے، اس لیے طریقۂ کار کے اختلاف کو ہرگز بنیاد نہ بنایا جائے اور اس کو امت کا اختلاف نہ سمجھا جائے، ان خیالات کا اظہار ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی صاحب نے ضلع پٹنہ کے نقباء امارت شرعیہ، ائمہ مساجد اور مدارس و اسکولوں کے اساتذہ کرام کے ایک خصوصی اجتماع سے کیا، امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کے زیر اہتمام ۱۲/نومبر ۲۰۱۷ء کو مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ کی ہدایت پر المعہد العالی لتدریب القضاء والافتاء میں منعقد اجلاس سے ناظم امارت شرعیہ نے فرمایا کہ ضلع پٹنہ کے سروے رپورٹ سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان بلاکوں کے مسلمانوں کی دینی، سماجی و تعلیمی صورتحال نہایت ہی ابتر ہے، یہاں کے بعض بلاک ایسے ہیں جہاں ۵۰ فیصد آبادی میں بھی دینی مکتب قائم نہیں ہیں، اور چند بلاک تو ایسے ہیں جہاں ۷۵ فیصد گاؤں میں دینی تعلیم کا کوئی نظم نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے ان علاقوں میں آبادی کے تناسب سے علماء و حفاظ کی تعداد نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہے، ناظم صاحب نے کہا کہ مسلمانوں سے تعلیمی پسماندگی کو دور کرنے کے لیے ہر مسجد میں دینی تعلیم کے نظام کو قائم کرنے اور علم کی شمع کو گھر گھر پہونچانے کے لیے اصلاحی تحریک چلانے کی ضرورت ہے، انہوں نے کہا کہ ان علاقوں میں جرائم کی وبا بھی تیزی سے پھیل رہی ہے، عورتوں کے ساتھ تشدد کے واقعات بڑھتے جا رہے ہیں، قتل و خونریزی نے امن پسند لوگوں کی نیند حرام کر دی ہے، عریانیت و بے حیائی کی شرح میں اضافہ ہو رہا ہے، جس سے پورا معاشرہ کرب میں مبتلا ہے، امارت شرعیہ جلد ہی برادران وطن کو ساتھ لے کر عوامی بیداری کی تحریک چلائے گی، اور اس کے لیے آپ کو تیار رہنا ہے۔ ناظم صاحب نے کہا کہ ۱۹۴۷ء کے خونریز فسادات میں بہت سی مسلم آبادیاں ویران ہو گئیں اور وہاں کی مسجدوں میں تالے پڑ گئے اور قبرستانوں کی اراضی پر دوسروں نے قبضہ جما لیا، آپ حضرات ان علاقوں کے نمائندے ہیں، مساجد و قبرستان کی بازآبادکاری کے لیے جدوجہد کریں اور اس کو آباد کرنے کی تدبیر نکالیں۔ مولانا ڈاکٹر عتیق الرحمٰن صاحب نے کہا کہ اس وقت ملک کے سیاسی بازیگر مسلمانوں کو فرقوں اور گروہوں میں بانٹنے کی کوشش کر رہے ہیں، ہم کو اس سے ہوشیار رہنا ہے، اور اپنی ملی وحدت کو ہر حال میں قائم رکھنا ہے، اور امارت شرعیہ کی قیادت میں مضبوط و مستحکم تنظیم کے ساتھ زندگی گذارنی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت ہمارے اوپر ایک ایسے نظام تعلیم کو رائج کرنے کی حکمت عملی بنائی جا رہی ہے کہ ہم اپنے عقیدۂ توحید سے محروم ہو جائیں، ایسی صورت میں ہم کو چاہئے کہ ہم اصلاحی تعلیمی پروگرام چلائیں، امارت شرعیہ کی طرف سے سی بی ایس ای طرز پر تین اسکول کھولے جا رہے ہیں، ہم سب کو امارت شرعیہ کے اس تعلیمی مشن کو قوت پہونچائیں تا کہ ہمارے بچے صحیح اسلامی عقائد کے ساتھ زندگی گذاریں۔ مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ نے کہا کہ اس وقت مسلمانوں کے ایمان و عقیدے پر حملے ہو رہے ہیں، فتنہ شکیلیت ناخواندہ مسلمانوں کو اپنی لپیٹ میں لیتا جا رہا ہے، مہدویت کا دعویٰ کر کے بہت سے مسلمانوں کو گمراہی کے راستہ پر ڈال دیا ہے، ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ ہم مسلمانوں کے عقیدے کو اسلامی بنیادوں پر استوار کریں اور اپنے آپ کو اور سماج کو اس طرح کے فتنوں سے بچائیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہماری نئی نسل لادینیت کا شکار ہو کر اسلامی کی بنیادی تعلیمات سے بھی ناواقف ہوتی جا رہی ہے، اس کی اصلاح کے لیے فکرمندی اور دلسوزی سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔ پروفیسر مولانا شکیل احمد قاسمی نے کہا کہ نظریاتی اختلاف کو کسی عمل کے لیے بنیاد نہ بنایا جائے، بلکہ مشترکہ مقاصد میں اتحاد و یکجہتی کے ساتھ تعاون و تشاور سے کام کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ گرچہ اس وقت ہمارا ملک اعلیٰ تعلیم کے میدان میں ترقی کر رہا ہے، لیکن اخلاقی پسماندگی کا شکار ہوتا جا رہا ہے، ہم سب نئی نسل کو دینی و اخلاقی تعلیم سے آراستہ کریں تا کہ آخرت کے دن شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔ نائب ناظم مولانا محمد شبلی قاسمی نے کہا کہ ائمہ مساجد سماج میں مرکز کی حیثیت رکھتے ہیں، ان کی قیادت پر لوگوں کو اعتماد و اعتبار حاصل ہے، اور آج بھی ان کی باتیں غور سے سنی جاتی ہیں۔ اب موجودہ حالات میں ان کی ذمہ داریاں بڑھ گئی ہیں، اس لیے وہ امارت شرعیہ اور مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ العالی کی ہدایتوں پر ملت کی تعمیر پر توجہ دیں اور سماجی و معاشرتی برائیوں کو مٹانے کی منظم فکر کریں، مولانا مشہود احمد ندوی پرنسپل مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ نے کہا کہ دعوت و تبلیغ اور تنظیم کے لیے اخلاص و للٰہیت بہت ضروری ہے اور آج امارت شرعیہ انہیں بنیادوں پر ترقی کر رہی ہے، ماضی میں ہمارے بزرگوں نے اسی اتحاد و اخلاص کی برکت سے بڑے بڑے کارنامے انجام دیے کے فروغ کے لیے خودکفیل مکاتب قائم کیے جائیں، اور اس کے لیے ابھی سے جدوجہد کی جائے۔ مولانا قمر انیس قاسمی رئیس المبلغین امارت شرعیہ نے نقباء امارت شرعیہ کو ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلاتے ہوئے کہا کہ جب ملت میں زندگی باقی رہتی ہے تو صالح انقلاب برپا ہوتا ہے، آپ بھی اپنی دینی حمیت کو بیدار کیجئے، اور اتحاد و اجتماعیت کے ساتھ معاشرتی بگاڑ کو ختم کرنے کی کوشش کیجئے۔ (بقیہ صفحہ ۱۱/پر)

منصوبہ بندی کے ساتھ کام کرنے میں ہی کامیابی ہے: ناظم امارت شرعیہ

کاکو میں نقباء امارت شرعیہ کے مجمع سے علماء کرام کا خطاب

آج کا پروگرام امارت شرعیہ کا تنظیمی پروگرام ہے، ماضی میں جو خدمات ہوئی ہیں ان کی قدر کرتے ہوئے آگے بڑھنا ہے، اور ملک و ملت کی خدمت اللہ کی رضاء کے لیے کرنا ہے، ہم سب کی آخری منزل آخرت ہے، صرف دنیا ہی مقصد زندگی نہیں ہے، اس لیے اپنی اور اپنے سماج کے ہر شخص کی اخروی زندگی کی اصلاح کی کوشش کرنا امارت شرعیہ کے ہر نقیب کی ذمہ داری ہونی چاہئے، آج کے اس اجتماع سے اٹھتے ہوئے یہ عزم کرتے ہوئے اٹھیں کہ ہمیں امارت شرعیہ کے اس بنیادی مقصد کے لیے کام کرنا ہے۔ یہ پیغام ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی نے کائنات انٹرنیشنل اسکول میں منعقد ضلع ارول و جہان آباد کے نقباء امارت شرعیہ کے اجلاس میں موجود نقباء، ائمہ کرام، علماء و دانشوران اور عمائدین شہر کے مجمع سے خطاب کرتے ہوئے دیا۔

واضح ہو کہ قومی یوم تعلیم کے موقع پر جہان آباد کے تاریخی قصبہ کاکو کے کائنات انٹرنیشنل اسکول میں تعلیمی بیداری کانفرنس اور ضلع ارول و جہان آباد کے نقباء امارت شرعیہ کا مشاورتی اجلاس مورخہ ۱۱/نومبر ۲۰۱۷ء روز سنیچر کو ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی کی صدارت میں منعقد کیا گیا۔ اپنے صدارتی خطاب میں ناظم صاحب نے کہا کہ یہ بات صحیح ہے کہ ہمارے کاموں میں منصوبہ بندی کی کمی ہے، صحیح منصوبہ بندی کے لیے سماج کی صحیح صورت حال سے واقف ہونا بہت ضروری ہے، ہمیں اپنے سماج کی تعلیمی، سماجی، معاشی، مذہبی، سیاسی اور دینی حیثیت کی پوی معلومات حاصل کرنی ہوگی، جب صحیح صورت حال ہمارے سامنے ہوگی تو صحیح منصوبہ بندی کے ساتھ کام کرنا بھی آسان ہوگا۔ افسوس کی بات ہے کہ جہان آباد اور ارول ضلع میں مسلمانوں کے پاس مالی وسائل دیگر اضلاع کے مسلمانوں کے مقابلہ میں بہتر ہونے کے باوجود یہاں کے مسلمانوں میں دینی تعلیم کا تناسب بہت ہی کم ہے، سو میں سے صرف پچیس گاؤں میں ہی بنیادی دینی تعلیم کے مکاتب کا انتظام ہے، یہ ہم سب کے لیے لمحۂ فکریہ ہے۔ تنظیم امارت شرعیہ کا مقصد مسلمانوں کو دینی اور عصری دونوں لحاظ سے اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے قابل بنانا ہے، اور اس کام میں امارت شرعیہ کی مدد آپ امارت شرعیہ کے نقباء کریں گے۔ اس ملک میں وسائل کے ساتھ ملت کی فکر بہت کم مسلمانوں میں پائی جاتی ہے، اگر صاحب حیثیت مسلمانوں کے وسائل کا بڑا حصہ ملت کی تعمیر و ترقی میں خرچ نہیں ہو پاتا تو یہ بہت تشویش کی بات ہے، یہ ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ ایسا ماحول پیدا کریں، جس میں ہمارے وسائل کا بڑا حصہ ملت کی تعمیر و ترقی میں لگ سکے۔ اس کے لیے ضلع کے اہم لوگوں، دانشوروں، علماء کرام، ائمہ مساجد، اہل ثروت، ڈاکٹروں، انجینئروں، صحافیوں، ادیبوں، سیاست دانوں، سماجی خدمت گاروں اور تعلیم یافتہ نوجوانوں کو سر جوڑ کر بیٹھنا ہوگا اور منصوبہ بندی کے ساتھ کام کرنا ہوگا۔ آئندہ دنوں میں یہاں امارت شرعیہ کے وفد کا بھی دورہ ہوگا، جو علاقے کی اصلاحی ضرورتوں کو پورا کرے گا۔ ناظم صاحب نے حاضرین کو متوجہ کرتے ہوئے کہا کہ امارت شرعیہ کی طرف سے جو آواز لگائی جا رہی ہے، اس کو مضبوط کرنا امارت شرعیہ کے ہر ہر نقیب کی ذمہ داری ہے، انہوں نے مسلمانوں کی سماجی صورت حال پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ کیا مسلمان زندہ اور باشعور قوم کی طرح زندگی گذار رہے ہیں یا ان پر مردنی چھائی ہوئی ہے، اگر زندہ انسانوں میں بھی تحریک نہیں ہے تو وہ بھی مردوں کی طرح ہے، اس لیے ہم سب کو اپنے اندر تحریک پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ دنیا میں کبھی بھی تعداد کے بل پر کام نہیں ہوتا ہے، عزم و ہمت اور عمل کی قوت کی بنیاد پر ہوتا ہے، جتنی بھی تعداد ہے اس کو بہتر اور مفید بنائیے، اپنے گھر کی حالت کو بھی بدلنے کی فکر کیجئے، سماجی طور پر ہمیں اسلامی معاشرہ و ماحول کی تشکیل کرنی ہے، اس کے لیے ہر شخص کو اپنے گھر سے شروعات کرنی ہوگی اور اپنے گھر کا ماحول اسلامی بنانا ہوگا۔ اس ملک میں بعض لوگ خوف و دہشت کا مصنوعی ماحول پیدا کر رہے ہیں، ایسی مصنوعی طاقتوں سے مرعوب ہونے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ہر حال میں حق کی آواز کو بلند کرنا ہے، ہم لوگ کلمۂ حق والے ہیں اور کلمۂ حق کے اندر بڑی طاقت ہے۔ نائب ناظم امارت شرعیہ مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نے اپنے خطاب میں امارت شرعیہ کی تاریخ، اہمیت، شعبہ جات اور امارت شرعیہ کے کاموں کا تفصیلی تعارف کراتے ہوئے کہا کہ امارت شرعیہ ہمارے دین و ایمان اور عقیدے کا لازمی حصہ ہے اور اسلام کے اس اجتماعی نظام کی عملی تصویر ہے، جس کو ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم کیا اور جس کی شریعت میں تاکید کی گئی ہے۔ شریعت کے جو ارکان اور فرائض ہیں ان کو آپ جانتے ہیں، سارے ارکان کو اللہ تعالیٰ نے وقت کی تعیین کے ساتھ فرض کیا خواہ وہ پانچ وقت کی نمازیں ہوں، رمضان المبارک کا روزہ ہو یا ذی الحجہ کے مہینے میں ادا کیا جانے والا حج ہو یا زکواۃ کا نظام ہو، تا کہ امت کی اجتماعیت باقی رہے، اس سے یہ پیغام ملتا ہے کہ اسلام کے اجتماعی نظام کو باقی رکھنا چاہئے اور اس اجتماعی نظام کو قائم کرنے میں اپنے حصے کی کوشش کرنا ہر شخص کے لیے ضروری ہے۔ (بقیہ صفحہ ۱۱/پر)